ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

Siraj-ul-Haq Siddiqi

۱۹ فروری سنہ ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ چار آنے

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد (۵) | جمعۃ المبارک مورخہ ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء | شمارہ (۴۱)

گرانی کا مسئلہ

جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے روز مرہ استعمال کی چیزوں کی قیمتیں مسلسل چڑھتی جا رہی ہیں۔ اس مسئلہ کا حل پہلی نام نہاد عوامی حکومتوں کے تو بس کا روگ نہ تھا۔ اول تو وہ اپنی خلق اغراض کے باعث اس مسئلہ کی طرف توجہ ہی نہیں دے سکتی تھیں۔ کیونکہ ہر پارٹی برسر اقتدار آنے کے بعد اپنی کرسیوں کی حفاظت کے لئے ادھیڑبن میں لگی رہتی تھی۔ لیکن اگر وہ اس طرف توجہ بھی دیتیں تو تاجروں اور صنعت کاروں کا اثر و رسوخ ان کو اس مسئلہ کو حل کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا

خیال تھا مارشل لاء کے نفاذ کے بعد شاید یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائیگا لیکن تاجروں اور صنعت کاروں نے اسے پہلے سے بھی زیادہ پیچیدہ بنا دیا۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سال بعد بھی یہ مسئلہ پہلے کی طرح لاینحل بنا ہوا ہے۔ آج تک ارباب اختیار نے جب کبھی اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا تو اس کو "رسد و طلب" کی چٹان پر دے مارنے کی کوشش کی ہے۔ حال ہی میں گورنر مغربی پاکستان نے بھی بستی میں شاہی جرگہ کی تقریب پر تقریر کرتے ہوئے "رسد و طلب" کی آڑ لے کر اس مسئلہ کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سے عوام کو فائدہ پہنچنے کی بجائے ان میں بددلی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے۔

ہمیں خوشی ہے کہ حکومت اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی فکر میں ہے۔ مشرقی پاکستان کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے حال ہی میں ڈھاکہ میں سرکاری افسروں، تاجروں اور صنعت کاروں کا ایک اجلاس اس غرض کے لئے بلایا کہ گرانی کی روک تھام کے لئے تجاویز پر غور و خوض کیا جائے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس اجلاس کو کامیاب بنائے۔ آمین یا الہ العالمین

اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے ایک ماہر اقتصادیات نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ملک کے مفادات کا تقاضا یہ ہے کہ قیمتوں کے بارے میں اعلیٰ اختیارات کا ایک کمیشن قائم کیا جائے جو پاکستان میں تیار ہونے والی اشیاء کی لاگت کو مدنظر رکھ کر ان کے نرخ مقرر کرے۔ ہم اس تجویز کی پُرزور تائید کرتے ہیں۔ الحمدللہ! صدر محترم نے بھی اس تجویز کو پسند کرتے ہوئے ایک کمیشن قائم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ کمیشن جلد ہی قائم ہو جائے گا۔ اس موقع پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کمیشن میں صارفین کو بھی پوری نمائندگی دی جائے۔ ہماری رائے میں کمیشن کو زیادہ سے زیادہ تین ماہ میں اپنی سفارشات حکومت کے سامنے پیش کرنے کی ہدایت کی جائے اس کے بعد حکومت کو بھی بلا تاخیر اپنا فیصلہ صادر کرنے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ غرضیکہ روز افزوں گرانی کے پیش نظر یہ سب مراحل جلد طے کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

شب برات پر آتشبازی!

پچھلے شمارہ میں ہم نے شب برات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات کا ترجمہ پیش کیا تھا۔ جن میں آپؐ نے ہمارے لئے اس رات کو گذارنے کا پروگرام تجویز فرمایا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے جو خود ساختہ پروگرام اپنے لئے تجویز کر رکھا ہے۔ اس کا خاکہ بھی پیش کیا تھا۔ آخر میں ہم نے اس سلسلہ میں حکومت کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلانے کی بھی کوشش کی تھی۔ اس پر لاہور اور بعض دوسرے اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں نے کچھ عرصہ کے لئے اپنے اپنے علاقوں میں آتشبازی کو ممنوع تو قرار دے دیا۔ لیکن لاہور میں اس ممانعت کی جو مٹی پلید کی گئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ غالباً دوسرے اضلاع میں بھی اس کا یہی حشر ہوا ہوگا شب برات سے کئی روز پیشتر ہی آتشبازی کھلے بندوں فروخت ہونی شروع ہو گئی اور ساتھ ہی پٹاخے، پھلجھڑیاں اور ہوائیاں چلنے لگیں۔ پولیس یہ سب کچھ دیکھ کر خاموش تماشائی بنی رہی۔ ہمیں تو یہ گمان ہونے لگا تھا کہ شاید ڈپٹی کمشنر لاہور نے آتش بازی کی ممانعت کا آرڈر واپس لے لیا ہے۔ لیکن اخبارات میں ایسا کوئی اعلان نظر سے نہیں گذرا۔

ہماری رائے میں ارباب اختیار کو چاہیئے کہ پورے سوچ بچار کے بعد حکم جاری کیا کریں۔ حکم جاری کرنے کے بعد اس حکم پر عملدرآمد کرانے کے لئے پولیس کو بھی تاکید ہونی چاہیئے کہ وہ اس کی خلاف ورزی کی ہرگز اجازت نہ دے۔ ایک حکم جاری کر کے اس پر عملدرآمد نہ کرانا عوام کی نظروں میں قانون کو لغو اور بے معنی بنا دیتا ہے۔ اس طرح قوم میں غنڈہ گردی عام ہو جاتی ہے اور جرائم کا ارتکاب بکثرت ہونے لگتا ہے۔ مارشل لاء سے پہلے ہمارے ملک میں یہی صورت حال پیدا ہو چکی تھی۔ انقلابی حکومت نے قانون کا احترام بحال کرنے کی جو کوشش کی ہے اس کو اس طرح تباہ نہ کیا جائے۔ ہمیں امید ہے کہ حکام ہماری ان معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے حضرت قبلہ کو محض اپنے فضل و کرم سے صحت عطا فرمائی اب آپ نے ۲ فروری ۱۹۶۰ء سے صبح کا درس قرآن مجید بھی شروع کر دیا ہے۔ مجلس ذکر اور خطبہ جمعہ تو آپ دو ہفتہ پہلے ہی سے شروع کر چکے تھے۔ اس طرح آپ کے دن بھر کے مشاغل کا سلسلہ مکمل ہو گیا۔ جیسا کہ اسی اشاعت میں دوسری جگہ اعلان کیا گیا ہے۔ آپ انشاء اللہ امسال بھی دورہ تفسیر پڑھائیں گے جو یکم رمضان المبارک سے شروع ہو کر ذیقعدہ کے وسط تک ہوتا ہے۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت کی تاکید

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَقَدْ رَأَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوۃِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُہٗ اَوْ مَرِیْضٌ اِنْ کَانَ الْمَرِیْضُ لَیَمْشِیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ حَتّٰی یَاْتِیَ الصَّلٰوۃَ وَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْھُدٰی وَ اِنَّ مِنْ سُنَنِ الْھُدَی الصَّلٰوۃَ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُؤَذَّنُ فِیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْیُحَافِظْ عَلٰی ھٰذِہِ الصَّلٰوۃِ الْخَمْسِ حَیْثُ یُنَادٰی بِھِنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ شَرَعَ لِنَبِیِّکُمْ سُنَنَ الْھُدٰی وَاِنَّھُنَّ مِنْ سُنَنِ الْھُدٰی وَلَوْ اَنَّکُمْ صَلَّیْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ کَمَا یُصَلِّیْ ھٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَیْتِہٖ لَتَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ وَلَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ یَتَطَھَّرُ فَیُحْسِنُ الطُّھُوْرَ ثُمَّ یَعْمِدُ اِلٰی مَسْجِدٍ مِنْ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خَطْوَۃٍ یَخْطُوْھَا حَسَنَۃً وَّ رَفَعَہٗ بِھَا دَرَجَۃً وَحَطَّ عَنْہُ بِھَا سَیِّئَۃً وَلَقَدْ رَاَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنْھَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ کَانَ الرَّجُلُ یُؤْتٰی بِہٖ یُھَادٰی بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ حَتّٰی یُقَامَ فِی الصَّفِّ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا ہے کہ نماز باجماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا۔ مگر وہ شخص جو منافق ہو اور اس کا نفاق ظاہر ہو۔ یا بیمار اور وہ بیمار بھی مسجد میں آتا تھا۔ جو دو آدمیوں کے سہارے چلتا تھا اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ہدایت کے طریقے سکھائے اور ان طریقوں میں سے ایک نماز ہے۔ جو اس مسجد میں جماعت سے ادا کی جائے جس میں اذان دی جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ابن مسعودؓ نے کہا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایک کامل مسلمان کی حیثیت سے کل کو خدا سے ملاقات کرے تو اس کو چاہیئے کہ وہ ان پانچوں نمازوں کی حفاظت کرے اور اس جگہ ان کو جماعت سے ادا کرے جہاں اذان دی جاتی ہو۔ اور یہ کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے نبی کیلئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے ہیں۔ اور یہ نمازیں انہیں ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اور اگر تم نماز پڑھو گے اپنے گھروں میں۔ جیسا کہ نماز پڑھتا ہے یہ پیچھے رہ جانے والا تو تم اپنے نبیؐ کی سنت (طریقہ) سے بیگانہ ہو جاؤ گے اور گمراہ بن جاؤ گے۔ اور جو شخص تم میں سے پاکی حاصل کرے یعنی اچھی طرح وضو کرے۔ پھر ان مساجد میں سے کسی مسجد میں جانے کا ارادہ کرے۔ جن میں جماعت سے نماز ہوتی ہے تو اس کے لئے ہر اس قدم کے بدلے جو وہ چلے گا ایک نیکی لکھی جائے گی۔ ایک درجہ بلند کیا جائیگا اور ایک برائی دور کی جائے گی۔ اور تحقیق ہم نے دیکھا ہے کہ نماز باجماعت سے صرف وہی شخص پیچھے رہتا ہے جو منافق ہے۔ اور جس کا نفاق سب کو معلوم ہے۔ اور اس زمانہ میں ایسے بھی آدمی تھے جس کو دو آدمی پکڑ کر مسجد میں لاتے تھے اور اس کو صف میں کھڑا کیا جاتا تھا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِی الْبُیُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّیَّۃِ اَقَمْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فِتْیَانِیْ یُحَرِّقُوْنَ مَا فِی الْبُیُوْتِ بِالنَّارِ

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشا کی نماز کو قائم کرتا اور اپنے غلاموں کو حکم دے دیتا کہ وہ گھروں میں آگ لگا دیں۔

اذان سن کر مسجد سے باہر نہ جاؤ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ فِی الْمَسْجِدِ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ فَلَا یَخْرُجْ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُصَلِّیَ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ جب تم مسجد میں ہو اور اذان دی جائے نماز کے لئے تو تم میں سے اس وقت تک کوئی مسجد سے باہر نہ نکلے جب تک نماز نہ پڑھ لے۔

عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا اُذِّنَ فِیْہِ فَقَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اَمَّا ھٰذَا فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوالشعثاء کہتے ہیں کہ ایک شخص اذان دیئے جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلا۔ تو ابوہریرہؓ نے کہا کہ اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَکَہُ الْاَذَانُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ یَخْرُجْ لِحَاجَۃٍ وَھُوَ لَا یُرِیْدُ الرَّجْعَۃَ فَھُوَ مُنَافِقٌ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ۔ عثمان بن عفانؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کو اذان نے مسجد میں پا لیا۔ اور پھر وہ مسجد سے باہر چلا گیا کسی خاص ضرورت کے لئے نہیں اور پھر واپس آنے کا وہ ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔

اذان کا جواب دینے اور جماعت کی تاکید

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یُجِبْہُ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ (رواہ الدار قطنی)

ترجمہ۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے اذان کو سنا۔ اور اس کا جواب نہیں دیا اور مسجد میں جماعت کے لئے حاضر نہ ہوا۔ تو اس کی نماز نہیں ہے۔ یعنی کامل نماز۔ مگر کسی عذر سے ایسا کیا تو مضائقہ نہیں۔

ہفت روزہ خدام الدین کی توسیع اشاعت آپ کا دینی اور اخلاقی فرض ہے۔

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۴ شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اما بعد ۔ قولہٗ تعالیٰ ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ ۔ الآیۃ

واقعہ معراج شریف

یہ مبارک واقعہ سنہ ۱۲ نبوت کا ہے جس کے راوی بائیس حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور چار صحابیات رضی اللہ عنہن ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ آپ کا سینہ اوپر سے پیٹ کے نیچے تک چاک کیا گیا ۔ اور آپ کا دل نکالا گیا اور ایک زرین طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا اس سے آپ کا دل دھویا گیا ۔ پھر ایک دوسرا طشت آیا ۔ جس میں ایمان اور حکمت تھے ۔ وہ دل میں بھر دیئے گئے اور اس کے اصلی مقام پر اس کو رکھ دیا گیا ۔

دابہ لایا گیا

پھر آپ کے پاس ایک جانور سفید رنگ کا حاضر کیا گیا جو براق کہلاتا ہے ۔ جو اس قدر برق رفتار تھا کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا اور اس جانور پر زین اور لگام لگا ہوا تھا ۔ جس وقت آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے کہا کہ تجھے کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص سوار نہیں ہوا ۔ پس اس کہنے سے اسے پسینہ آگیا اور آپ اس پر سوار ہوئے ۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی ۔ اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی ۔ یہ شوخی براق کی غضباً نہ تھی ۔ بلکہ خوشی کے سبب سے تھی ۔

آپ کا گذر ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کثرت سے تھے

جب آپ منزلِ مقصود کو روانہ ہوئے آپ کا گذر ایسی زمین پر ہوا ۔ جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے ۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اُتر کر یہاں نفل پڑھیئے ۔ آپ نے اُتر کر نماز پڑھی ۔ جبرئیل ؑ نے کہا کہ آپ نے یثرب (مدینہ) میں نماز پڑھی ۔ پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا ۔ جبرئیل ؑ نے کہا ۔ اُتر کر نماز پڑھیئے ۔ آپ نے نماز پڑھی ۔ جبرائیل ؑ نے کہا ۔ آپ نے مدین میں نماز پڑھی ۔ پھر بیت اللحم پر گذر ہوا ۔ وہاں بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے ۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ۔ اور ایک روایت میں بجائے مدین طور سینا ہے کہ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے ۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے ۔

واقعات عجیبۂ برزخ

آپ کا گذر ایک بڑھیا پر ہوا ۔ جو راستے پر کھڑی تھی ۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل ؑ یہ کیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ چلیئے چلیئے ۔ آپ چلتے رہے پھر ایک بوڑھا راستہ سے بچا ہوا ملا کہ آپ کو بلاتا ہے ۔ کہ اے محمد ادھر آیئے ۔ جبرئیل ؑ نے کہا ۔ چلیئے چلیئے ۔ اور آپ کا ایک جماعت پر گذر ہوا ۔ کہ انہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام کیا ۔ السلام علیک یا اوّل ۔ السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر ۔ جبرئیل ؑ نے کہا کہ ان کو جواب دیجیئے ۔

پھر

جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی وہ دنیا تھی سو دنیا کی اتنی عمر باقی رہ گئی ہے جیسی بڑھیا کی رہ جاتی ہے اور جس نے آپ کو پکارا تھا ۔ وہ شیطان تھا اور اگر شیطان اور دنیا کے پکارنے کا جواب دے دیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی ۔ اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا ۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بو بھی لیتے ہیں اور کاٹ بھی لیتے ہیں ۔ اور جب کاٹتے ہیں ۔ پھر وہ کھیت ویسا ہی ہو جاتا ہے ۔ جیسا کہ کاٹنے سے پہلے تھا ۔ آپ نے جبرئیل ؑ سے پوچھا ۔ یہ کیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں ۔ ان کی نیکی سات سو گنا تک بڑھتی ہے اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے ۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا ۔ جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں ۔ پھر گذشتہ حالت پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا ۔ اے جبرئیل ؑ یہ کیا ہے ۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سرگرانی کرتے ہیں یعنی نماز فرض بھی نہیں پڑھتے ۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گذر ہوا ۔ کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے اور وہ مویشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے ۔ آپ نے پوچھا ۔ یہ کون لوگ ہیں ۔ جبرئیل ؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکواۃ نہیں ادا کرتے اور ان پر اللہ تعالےٰ نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا ۔ جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے ۔ وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے ۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ۔ جبرئیل ؑ نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں سے وہ مرد ہے ۔ جس کے پاس حلال طیب بیوی ہو اور پھر غیر عورت کے پاس جاوے یعنی اپنی بیوی کے پاس نہ جاوے ۔ اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھ کر کسی دوسرے مرد کے پاس آوے ۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا ۔ جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے ۔ اور وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا اور وہ اس میں اور لا لا کر رکھتا ہے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے ۔ جبرئیل ؑ نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت میں سے ایسا شخص ہے ۔ جس کے ذمے لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت ہیں ۔ جن کے ادا

پر قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لاتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپؐ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب کٹ چکتے ہیں تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ پھر آپؐ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا۔ جس میں سے **ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے۔** پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے۔ لیکن جا نہیں سکتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات مُنہ سے نکالے۔ پھر نادم ہو۔ مگر اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا۔ اور وہاں ایک پاکیزہ ٹھنک ہوا اور مُشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سُنی آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ جنّت کی آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو دیجئے۔ کیونکہ میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا اور گلاس اور طشتریاں اور دستہ دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہُت کثرت کو پہنچ گئے تو اب میرے وعدہ کی چیز (یعنی سکّان جنت) مجھ کو دیجئے (کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو خدا نہ مانے اور جو مجھ سے ڈرے گا۔ وہ مامون رہے گا اور جو مجھ سے مانگے گا۔ میں اُس کو دونگا اور مجھ کو قرض دے گا میں اس کو جزا دوں گا۔ اور جو مجھ پر توکّل کرے گا۔ میں اس کو کفایت کروں گا۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبُود نہیں۔ میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بیشک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے۔ بابرکت ہے۔ جنت نے کہا کہ میں راضی ہو گئی

پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور ایک وحشتناک آواز سُنی اور بدبو محسُوس ہوئی۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ کہ یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہتی ہے۔ کہ اے رب مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (یعنی دوزخیوں سے بھرنے کا) مجھ کو عطا فرما۔ کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہو گئی

آپؐ کو پکارنا

ابو سعیدؓ کی روایت میں بیہقی سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پُکارا کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپؐ سے کچھ دریافت کرتا ہوں میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر ایک نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا۔ میں نے اس کو بھی جواب نہیں دیا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے اور اسپر ہر قسم کی آرائش ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجئے۔ میں آپؐ سے کچھ دریافت کروں گی۔ میں نے اس کی طرف التفات نہیں کیا اور اسی حدیث میں ہے کہ جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا۔ اگر آپؐ اس کو جواب دیتے تو آپؐ کی اُمت یہودی ہو جاتی۔ اور دُوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپؐ اس کو جواب دیتے تو آپؐ کی اُمت نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی۔ (یعنی اس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔) اسی حدیث بالا میں ہے کہ پھر آپؐ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں آدمؑ کو دیکھا اور وہاں بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہوا ہے۔ مگر ان پر کوئی شخص نہیں۔ اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور ان پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں اور اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اُٹھتا ہے۔ فوراً گر پڑتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں اور آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا۔ کہ ان کے لب اُونٹ کے سے ہیں۔ جو چنگاریاں نگلتے ہیں اور وہ ان کے اسفل سے نکل رہی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپؐ کا ایسی عورتوں پر گذر ہوا۔ جوکہ پستانوں سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرانے والیاں تھیں۔ اور آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور ان ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ عیب چین تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت

ہے کہ جب آپؐ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاءؑ پر آپؐ کا گذر ہوا۔ جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسوں پر گذر ہوا۔ جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا۔ اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ کہا گیا کہ موسےٰؑ اور ان کی قوم ہیں۔ لیکن اپنا سر اُٹھائیے اور دیکھئے۔ سو دیکھتا کیا ہوں۔ کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے۔ اور کہا گیا کہ یہ آپؐ کی امت ہے اور ان کے علاوہ آپؐ کی اُمت میں سے ستر ہزار اور ہیں۔ جو جنت میں بے حساب داخل ہونگے اور آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ وہ ہیں۔ جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے۔ اور شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔

اسی سفر میں جب آپؐ بیت المقدس پہنچے

تو ایک مؤذّن نے اذان کہی اور تکبیر کہی۔ ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے۔ سو میرا ہاتھ جبرئیلؑ نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا۔ میں نے سب کو نماز پڑھائی۔ جب میں فارغ ہوا جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا۔ آپؐ کو خبر ہے کن لوگوں نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ انھوں نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ عظام نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے ہمراہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ ملائکہ نے کہا۔ کیا ان کے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بُلانے

کے لئے بھیجا گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر تحیت نازل فرمادے۔ کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ)

پھر وہاں سے جبرئیل علیہ السلام

مجھے لے گئے۔ پھر میرے ساتھ جبرئیلؑ گئے۔ یہاں تک کہ پہنچے آسمان دنیا تک۔ پس آسمان کا دروازہ کھولنے کے لیے کہا گیا۔ جو دروازہ کھلوانا چاہتا ہے۔ وہ کون صاحب ہے۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ۔ کہا گیا اور جبرئیلؑ کو اس کے لئے بھیجا گیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا پس اچھا آنا آیا۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ پس جب وہاں پہنچا۔ پس ناگہاں وہاں آدم علیہ السلام تھے۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ تمہارا باپ آدمؑ ہے۔ پھر اس پر سلام کہہ۔ پھر میں نے سلام کہا اس پر۔ پس اس نے مجھ پر سلام لوٹایا۔ پھر کہا مرحبا ہو بیٹے صالح کو اور نبی صالح کو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام لے چڑھے۔ یہاں تک دوسرا آسمان آیا۔ پھر کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا کون ہے۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا میرے ساتھ محمدؐ ہے۔ کہا گیا کہ انکی طرف آپ کو بھیجا گیا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ کہا گیا مرحبا ہو اس کو۔ پس اچھا آنا آئے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ پھر جب میں اوپر چڑھا تو ناگہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو پایا اور دونوں خالہ کے بیٹے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ یحییٰؑ اور یہ عیسیٰؑ ہے۔ پس ان دونوں پر سلام کہو۔ پس میں نے سلام کہا۔ پھر لوٹایا ان دونوں نے۔ پھر مرحبا ہو بھائی صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبرئیلؑ لے چڑھے مجھے تیسرے آسمان پر۔ پھر دروازہ کھولنے کے لئے کہا (اندر سے) کہا گیا۔ کون۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا محمدؐ ہے۔ کہا گیا۔ اور تحقیق اس کی طرف بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا ہو اس پر۔ پس اچھا آنا آئے۔ پھر کھولا گیا۔ پھر جب اوپر چڑھا ناگہاں یوسف علیہ السلام تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ یوسف علیہ السلام ہے۔ ان پر سلام کہیئے۔ پس میں نے ان پر سلام کیا۔ پھر انہوں نے بھی سلام لوٹایا۔ پھر کہا مرحبا ساتھ نبی صالح کے اور بھائی صالح کے۔ پھر لے کر چڑھے مجھے جبرئیل علیہ السلام۔ یہاں تک آیا چوتھا آسمان۔ پھر دروازہ کھولنے کیلئے کہا۔ کہا گیا کون۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا محمدؐ ہیں۔ کہا گیا اور تحقیق اس کے لئے آپ بھیجے گئے تھے کہا ہاں۔ کہا اس کو مرحبا ہو۔ پس اچھا آنا آئے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ پس جب میں اوپر چڑھا۔ پس ناگہاں ادریس علیہ السلام تب جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ ادریسؑ ہے اس پر سلام کہہ۔ پھر میں نے اس پر سلام کہا پھر اس نے لوٹایا۔ پھر کہا۔ مرحبا ہو۔ نبی صالح کو اور بھائی صالح کو۔ پھر جبرئیلؑ مجھ کو چڑھا کر لے گیا۔ یہاں تک کہ پانچواں آسمان آیا پھر دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ کہا گیا کون۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ۔ کہا گیا اور اس کی طرف بھیجا گیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا۔ مرحبا ہو اس کو۔ پس اچھا آنا آیا۔ پھر کھولا گیا۔ پس جب میں چڑھا۔ پس ناگہاں ہارونؑ کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ پس ان پر سلام کہہ۔ پھر سلام کیا میں نے آپ پر پس لوٹایا انہوں نے مجھ پر۔ پھر فرمایا۔ مرحبا ہو بھائی صالح کو اور نبی صالح کو۔ پھر اوپر چڑھا کر مجھ کو لے گئے۔ یہاں تک چھٹا آسمان آیا۔ پھر کھولنے کیلئے کہا۔ کہا گیا کون ہے۔ کہا جبرئیلؑ۔ کہا اور کون ہے تیرے ساتھ۔ کہا محمدؐ۔ کہا اور تحقیق بھیجے گئے تھے طرف اس کے۔ کہا ہاں۔ کہا گیا مرحبا ہو اس کو پس اچھا آنا آئے۔ پھر کھولا گیا۔ پس جب میں چڑھا۔ تو ناگہاں موسیٰ علیہ السلام کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہے اس پر سلام کیجئے پھر میں نے ان پر سلام کیا۔ پھر سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا مرحبا ہو نبی صالح اور بھائی صالح کو۔ پھر جب میں گذر گیا۔ تو روئے۔ کہا گیا واسطے اس کے۔ کونسی چیز آپ کو رلاتی ہے۔ کہا اس لئے روتا ہوں۔ کیونکہ ایک نوجوان میرے بعد بھیجا گیا۔ داخل ہونگے۔ جنت میں اسکی امت میں سے اکثر ان سے جو میری امت میں سے داخل ہونگے پھر چڑھا کر لے گیا یعنی جبرئیل علیہ السلام ساتویں آسمان پر پھر دروازہ کھولنے کے لیے کہا جبرئیل علیہ السلام نے۔ کہا گیا کون۔ کہا جبرئیلؑ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ۔ کہا گیا اور اس کی طرف بھیجا گیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا اس کو مرحبا ہو۔ پس اچھا آنا آئے۔ پس جس وقت میں اندر گیا۔ پس ناگہاں ابراہیم علیہ السلام جبرئیلؑ نے کہا یہ تیرا باپ ابراہیمؑ ہے۔ پس اس پر سلام کر۔ پس میں نے اس پر سلام کہا پھر اس نے سلام کو لوٹایا۔ پھر کہا مرحبا ہو بیٹے صالح اور نبی صالح کو۔ پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔ سو اس کے بیر اتنے بڑے بڑے تھے۔ جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے ایسے تھے۔ جیسے ہاتھی کے کان۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں ہیں دو اندر کو جا رہی ہیں۔ اور دو باہر کو آ رہی ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جو اندر کو جاتی ہیں یہ جنت میں دو نہریں ہیں اور باہر جو آ رہی ہیں یہ نیل اور فرات ہے۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا تیسرا شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ کو اختیار کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہے۔ جس پر آپؐ اور آپؐ کی امت قائم رہے گی اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں یہ چار نہریں ہیں اور مسلم میں یہ ہے کہ اس کی جڑ سے یہ چار نہریں نکلتی ہیں اور ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ابراہیمؑ کے دیکھنے کے بعد مجھ کو ساتویں آسمان کے بالائے سطح پر لے گئے

پھر

مجھ پر رات دن پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر میں واپس ہوا اور موسےٰؑ پر گذرا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا۔ میں نے کہا پچاس نمازوں کا رات دن میں حکم ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کی امت سے پچاس نمازیں ہرگز رات دن میں نہ پڑھی جاویں گی واللہ میں آپؐ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں۔ اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہوں اپنے رب کے پاس (یعنی اس مقام کو جہاں یہ حکم ہوا تھا) واپس جایئے۔ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ واپس گیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں میں پھر موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا سو دس اور کم کر دیں میں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر اسی طرح کہا میں پھر لوٹا۔ سو دس اور کم کر دیں۔

میں پھر موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا تو مجھ کو ہر روز میں دس نمازوں کا حکم ہوا۔ پھر میں موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا سو ہر روز میں پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت (یعنی سب امت) ہر دن میں پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکیگی اور میں آپ کے قبل لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہوں۔ پھر اپنے رب کے پاس جایئے اور اپنے لئے اور تخفیف مانگئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت درخواست کی۔ یہاں تک کہ میں شرما گیا۔ لیکن اب راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں جب وہاں سے آگے بڑھا۔ ایک پکارنے والے نے (حق تعالےٰ کی جانب سے) پکارا۔ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

دورۂ تفسیر

حسب دستور سابق اس سال بھی حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور یکم رمضان سے دورہ تفسیر پڑھائیں گے۔ دورۂ تفسیر میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ کسی دینی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہوں ایسے حضرات درخواست کے فارم انجمن کے دفتر سے جلد حاصل کر لیں تاکہ وہ منظوری کے بعد ۲۸ شعبان تک داخلہ کے لئے لاہور پہنچ سکیں۔ دورہ تفسیر میں شامل ہونے والے تمام حضرات کے قیام و طعام وغیرہ کے تمام اخراجات انجمن کے ذمہ ہونگے۔ دورۂ تفسیر ذی قعد کے آخر میں ختم ہو جائے گا۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

عذاب الٰہی سے بچانے کیلئے ذکر الٰہی سے بہتر کوئی عمل نہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

عرض یہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن ہر انسان کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ جزائے اعمال دنیا میں ہی شروع ہو جاتی ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

یہاں جزائے اعمال ختم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس جہان کو ایسا ہی بنایا ہے۔

ایک مثال

سلطان عالمگیرؒ نے لاہور کی شاہی مسجد بنائی۔ ان کا یہ عمل قیامت تک جاری رہیگا جب تک شاہی مسجد موجود ہے۔ اس میں جتنے مسلمان نماز پڑھتے رہیں گے۔ ان کی نمازوں کا ثواب سلطان عالمگیرؒ کی روح کو پہنچتا رہے گا۔ یہی حال اولاد اور اولاد در اولاد کا ہے۔ وہ جب تک ختم نہیں ہوتی اولاد کو اچھا یا بُرا بنانے کی جزا یا سزا اس کو ملتی رہے گی۔ غرضیکہ ہر انسان نیکی یا بدی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ جب یہ جہان ختم ہو جائے گا۔ تب جزا اور سزا کا دور ختم ہوگا۔

اس کا ثبوت

ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔
یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ۝ (سورہ الاحزاب ع ۸۔ پ ۲۲)۔

(ترجمہ۔ جس دن ان کے منہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسولؐ کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر)

یہں کُبَرَآءَنَا میں نمبر اوّل ماں باپ کو لیتا ہوں۔ اولاد قیامت کے دن ماں باپ کو کہیگی کہ انہوں نے ہمیں غلط راستہ پر ڈالا۔ اے اللہ! انہوں نے ہمیں دنیا کمانا تو سکھایا۔ لیکن تیرا نام نہ سکھایا۔ تیری یاد نہ سکھائی اور نیکی کا راستہ نہ سکھایا۔ اے اللہ! ان کو دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔ اسی لئے میں احباب سے کہا کرتا ہوں کہ اپنی اولاد کو دین آپ سکھا دیں۔ جب بھوک لگے گی تو دنیا کمانا خود بخود سیکھیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی امداد کا اعلان فرما رکھا ہے۔ وہ اعلان ملاحظہ ہو

کُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَ هٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ ؕ وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۲۔ پ ۱۵۔)

(ترجمہ۔ ہم ہر ایک فریق کو اپنے پروردگار کی بخششوں سے مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں۔)

قیامت کے دن

کی سزا سے بچنے کے لئے بکثرت ذکر الٰہی کیا جائے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ

(ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے زیادہ عذاب الٰہی سے نجات دینے والی کوئی چیز نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے۔

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یُقَالَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ او کما قال

(ترجمہ۔ کثرت سے ذکر الٰہی سے کرو۔ یہانتک کہ کہا جائے۔ بے شک البتہ وُہ پاگل ہے)

خوشخبری

ہر جمعرات کو بعض احباب نئے ہوتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں حدیث شریف میں آتا ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والوں کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ وہ حدیث لمبی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ کرکے فرماتے ہیں کہ میں نے ذکر کی مجلس میں سب شریک ہونے والوں کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس خوشخبری کا مستحق بنائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

گناہوں سے بچنے کا طریقہ

میں جب کسی کو بیعت کرتا ہوں تو نماز کی پابندی کے علاوہ دس تسبیح ذکر کی بھی بتلاتا ہوں۔ گویا ایک ہزار بار روزانہ ذکر بتلاتا ہوں۔ یہ گناہوں سے بچنے کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہمارے ذکر کی ضرورت نہیں۔ عذاب سے بچنے کیلئے ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی اور مخلوق تھوڑی ہے مثلاً ملائکہ عظام۔ وہ ہر وقت ذکر الٰہی کرتے رہتے ہیں۔ ایک مد کے فرشتوں کی تعداد ہم سے چار گنا ہے۔ ان کو کراماً کاتبین کہتے ہیں یعنی چار فی کس ہیں۔ دوسری مد سیاحین فی الارض کی ہے۔ جو رسول اللہ کی امت کا درود شریف پہنچاتے ہیں۔

کراماً کاتبین

کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃٌ بِالنَّھَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْاَلُھُمْ رَبُّھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِھِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ (باب فضائل الصلوٰۃ۔ الفصل الاول (متفق علیہ)۔ (ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آتے رہتے ہیں تم میں فرشتے رات کے اور فرشتے دن کے اور جمع ہوتے ہیں یہ فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں۔ پھر جب وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گذاری تھی واپس جاتے ہیں پس ان کا رب ان سے پوچھتا ہے۔ اور وہ (رب) ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ پس وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے۔ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے) یہ فرشتے انسان کو کسی وقت بھی خالی نہیں چھوڑتے۔ جب ہم نماز شروع کرتے ہیں تو وہ جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور عصر کی نماز سویرے ادا فرماتے تھے۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ان ملائکہ عظام کو انتظار کی تکلیف نہ ہو۔

گناہوں کا کفارہ

چونکہ ذکر الٰہی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اس لئے سب سے عرض کرتا ہوں کہ بکثرت ذکر الٰہی کیا کریں۔ اس کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔ بلا وضو بھی کرسکتے ہیں۔ حتیٰ کہ جنبی بھی ذکر الٰہی کر سکتا ہے۔ کتنی سہولت دی گئی ہے۔ نماز بھی ذکر الٰہی ہے۔ لیکن اس کے لئے وضو شرط ہے۔ ایک طرف ذکر الٰہی سے گناہ معاف ہوں گے۔ دوسری طرف نیکیاں جمع ہوں گی۔ قیامت میں ایسے شخص کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَیَقُوْلُ ھَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَہْ ۝ (سورہ الحاقہ ع ۱ پ ۲۹)۔ (ترجمہ پس جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمال نامہ پڑھو۔)

جزائے اعمال

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس جہان میں اعمال کی جزا یا سزا اسباب کے ضمن میں دی جاتی ہے اگر اسباب مخالف ہوں تو جزا یا سزا مؤخر کر دی جاتی ہے۔ مثلاً ایک ریاست کا ولیعہد بدمعاش نکل آیا۔ اس کو ہٹانے کے لئے انقلاب کی ضرورت ہے۔ انقلاب میں قتل و خون ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو قتل عام سے بچانے کے لئے اس کی سزا کو مؤخر کر دیتے ہیں۔ مرنے کے بعد اس کی قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ اسی طرح ایک گاؤں کا چوہدری بدمعاش ہے لیکن دودھ پینے اور مکھن کھانے کے لئے بھینس رکھی ہوئی ہے۔ حالانکہ اعمال کے لحاظ سے وہ دودھ اور مکھن کا مستحق نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسی گاؤں میں ایک جولاہا ہے۔ جو مسجد کے پاس دن بھر کپڑا بُنتا رہتا ہے۔ جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہی اذان کہتا ہے اور وہی جماعت بھی کرواتا ہے۔ اس کے اعمال تقاضا کرتے ہیں کہ بھینس کا دودھ اور مکھن اسی کو ملے۔ لیکن غریب باپ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اسباب مخالف ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال کی جزا مؤخر کر دیتے ہیں۔ مرنے کے بعد اس کی قبر جنت کا باغ بن جائیگی۔

دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بکثرت ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ جتنا ذکر الٰہی زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی گناہوں کا جبر نقصان کر دے گا۔ ماسوائے انبیاء علیہم السلام ہر انسان اللہ تعالیٰ کی کچھ نہ کچھ حکم عدولی کرتا ہے۔ ذکر الٰہی اس حکم عدولی کا کفارہ ہو جائے گا۔

دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی راولپنڈی

تقریباً ۷ سال سے چل رہا ہے جس میں تمام علوم دینیہ نہایت محنت اور خوش اسلوبی سے پڑھائے جاتے ہیں اسکی ایک مجلس منتظمہ ہے جس کے صدر دارالعلوم کے مہتمم مولانا عبدالحنان صاحب خطیب جامعہ مسجد صدر راولپنڈی ہیں۔ مدرسہ کے تمام امتحانات باقاعدگی سے ہوتے ہیں اور نادار طلبہ کے خورد و نوش اور لباس و کتب وغیرہ کا کفیل دارالعلوم ہی ہے دارالعلوم باقاعدہ وفاق المدارس العربیہ مغربی پاکستان ملتان کا رکن اور ممبر ہے۔

جملہ مخیر حضرات اور اہل دل سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ہر قسم کے صدقات و خیرات واجبہ و نافلہ میں دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ کو یاد رکھیں ترسیل زر و دیگر امدادی اشیاء قاری محمد امین صاحب ناظم دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی کے نام بھیجکر مشکور فرمائیں۔

دفتر سے ہر چیز کی پختہ رسید دی جاتی ہے حساب باقاعدہ رکھا جاتا ہے اور روزنامچہ میں سب آمد و خرچ درج ہوتا ہے۔

ناظم شعبہ نشر و اشاعت
مولانا فضل حق صاحب مدرس دارالعلوم

از جناب مولانا عبدالوہاب صاحب ملتان

نکاح کی فضیلت

یہ حقیقت ہے کہ آج کا مسلمان دینی لحاظ سے ہر پہلو میں کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا ہے اور پھر زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس بات کے کہ اس میں خامیاں موجود ہیں۔ لیکن اسے نہ یہ احساس ہے کہ ہم ان خامیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے خدا کے یہاں مجرم ہوں اور نہ ان خامیوں کو دُور کرنے کا احساس ہے۔ حالانکہ جنت اور دوزخ میں جانے کا سبب قرآن پاک نے صاف لفظوں میں یہی بیان کیا ہے۔ کہ:۔ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ یعنی جہنمیوں کو جو کچھ بھی سزا ملے گی۔ اس کی وجہ ہی صرف یہی ہوگی کہ وہ لوگ بدعملی کیا کرتے تھے اور جنتیوں کے بارے میں بھی یہی بیان فرمایا کہ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی جنت میں ان جنتیوں کی مہمان نوازی صرف اسی لیئے ہوگی کہ وہ لوگ نیک عمل کیا کرتے تھے لہٰذا ہر ایسے انسان کے لئے کہ جو جنت اور جہنم کو برحق جانتا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ اپنے ہر عمل کو شریعت کے قانون کے موافق کرنے کی پوری کوشش کرتا رہے تاکہ جہنم سے محفوظ ہو کر جنت میں اپنا مقام حاصل کر سکے اس کے بعد ہم اس مضمون میں کچھ احادیث نکاح کرنے کی فضیلت میں اور کچھ اس سے بچنے والے کے لئے وعید میں بیان کرتے ہیں۔

(۱) ایک مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اللہ کا بندہ نکاح کر لیتا ہے۔ تو اس کا نصف دین کامل ہو جاتا ہے لہٰذا اب اس کو اپنے باقی نصف دین کے بارے میں خدا تعالےٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ پرہیزگار بننا چاہیئے (الترغیب والترہیب للمنذری ص ۴ جلد ۲)

(۲) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ میں باری تعالےٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کروں۔ جبکہ میں بالکل پاک صاف ہوں۔ تو اس کو چاہیئے کہ حُرّہ آزاد (شریف) عورت سے نکاح کرے۔ ابن ماجہ ص ۱۳۵

(۳) ایک مرتبہ آپؐ نے شادی شدہ میاں بیوی کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ جب خاوند اپنی بیوی کی طرف (محبت سے) دیکھتا ہے اور بیوی بھی اپنے خاوند کی طرف (محبت سے) دیکھتی ہے تو اللہ تعالےٰ بھی اس وقت ان پر نظر رحمت فرماتا ہے۔ اور جب خاوند (محبت میں) اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو اللہ تعالےٰ ان دونوں کے انگلیوں کے درمیان سے گناہوں کو نکال دیتا ہے (کنز العمال ص ۲۳۸ ج ۸)

(۴) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو انسان اپنی شادی شروع جوانی میں کر لیتا ہے۔ تو اسکے ساتھ رہنے والا شیطان ہائے افسوس ہائے افسوس کرتا ہوا چیختا چلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے اپنے دین کو میرے سے محفوظ کر لیا۔ کنز الاعمال ص ۲۳۸ ج ۸

(۵) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ بال بچے دار انسان کی دو رکعتیں اللہ تعالےٰ کے یہاں غیر شادی شدہ انسان کی بیاسی رکعتوں سے زیادہ فضیلت کا درجہ رکھتی ہیں (کنز الاعمال ص ۲۳۸ ج ۸)

(۶) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں کی لازمی مدد کرتا ہے۔ ایک تو اللہ تعا کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی دوسرے اس غلام مکاتب کی جو اپنا روپیہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ تیسرے ان شادی کرنے والے لوگوں کی جو شادی اس غرض سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں کہ پاکدامن رہ سکیں۔ (ترغیب ترہیب ص ۴۰ ج ۲ بحوالہ ترمذی۔

(۷) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں سے چار سنتیں یہ بھی ہیں۔ حیا کرنا۔ عطر لگانا۔ مسواک کرنا۔ نکاح کرنا۔ (ترمذی ص ۱۲۸)

(۸) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ نکاح کے ذریعے رزق طلب کیا کرو۔ یعنی شادی کرنے پر اللہ تعالےٰ رزق بڑھا دیتا ہے۔ (واللہ اعلم) (کنز العمال ص ۲۳۸ ج ۸)

نوٹ۔ نیچے کی احادیث میں اگرچہ نکاح کی کوئی فضیلت نہیں بیان کی گئی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں جو کچھ بھی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ وہ صرف شادی شدہ انسانوں ہی کے لئے خاص ہے۔ ان میں غیر شادی شدہ انسانوں کے لئے کچھ بھی حصہ نہیں۔ اسی وجہ سے ان کا یہاں پر بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ چنانچہ عرض ہے کہ

(۹) ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ کچھ لوگوں کو جنت میں کچھ مرتبے اس قسم کے بھی ملیں گے (کہ جن کو وہ لوگ دیکھ کر یہ نہ سمجھ سکیں گے۔ کہ یہ مرتبے ہمیں کیوں حاصل ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ لوگ ان زائد مرتبوں کو دیکھ کر بارگاہ رب العزت میں) عرض کریں گے کہ خدایا یہ مرتبے ہمیں کس وجہ سے حاصل ہوئے ہیں۔ تو خداوند تعالیٰ فرمائیں گے یہ مرتبے تم لوگوں کو اس لئے دیئے گئے کہ تمہارے بچے تھے جو تمہارے لئے دُعائے مغفرت کیا کرتے تھے۔ جسکی بدولت تم کو یہ مرتبے دیئے گئے ہیں (کنز العمال ص ۲۳۸ ج ۸)۔

(۱۰) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے جو نامکمل بچے ضائع ہو جایا کرتے ہیں۔ ان میں کچھ بچے قیامت کے روز اپنے والدین کو جہنم میں پڑا ہوا دیکھیں گے تو خداوند تعالےٰ کے سامنے اپنے والدین کو جہنم سے باہر نکلوانے کی خاطر زمین پر لوٹنی کھائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر فرمائیں گے۔ اچھا اٹھو جاؤ اپنے ماں باپوں کو جنت میں داخل کر آؤ۔ چنانچہ وہ بچے وہاں سے اُٹھیں گے اور اپنی آنولوں سے اپنے اپنے ماں باپوں کو کھینچ کھینچ کر جنت میں چھوڑ آئیں گے۔ (کنز العمال ص ۲۳۸ ج ۸)

(۱۱) اسی طرح آپؐ نے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے بچوں کو اپنے عرش کے نیچے پانی کے حوضوں پر اکٹھا کرینگے۔ اسکے بعد انکی جانب خصوصی توجہ فرمائیں گے تو اس وقت انکی نگاہیں اوپر ہی کی جانب اُٹھی ہوئی ہونگی تو ان سے دریافت فرمائیں گے کہ اے بچو! تمہارا اوپر کو نگاہیں اُٹھائے رکھنے کا کیا مقصد ہے۔ اس پر وہ بچے عرض کریں گے۔ خدایا اگرچہ ہم تو پانی کے حوضوں پر ہیں۔ لیکن ہمارے ماں باپ پیاس میں مبتلا ہیں (گویا وہ انکی درخواست ہوگی کہ ہمیں اپنے ماں باپوں کو پانی پلانے کی اجازت دی جائے) چنانچہ اللہ تعالےٰ ان بچوں کو اجازت فرمائیں گے کہ اچھا جاؤ حوضوں سے برتنوں میں پانی بھر بھر کر لے جاؤ اور صفوں کے بیچ میں گھس گھس کر اپنے اپنے والدین کو پانی پلا آؤ (کنز العمال ص ۲۳۹ ج ۸)

(۱۲) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے بال بچے دار لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ بھی فرمایا

کہ تم لوگوں کا مسجد کی جانب نماز کیلئے جانا جتنا مرتبہ رکھتا ہے۔ اسی طرح مسجد سے لوٹ کر واپس بال بچوں کی جانب آنا بھی ویسا ہی مرتبہ رکھتا ہے (کنز العمال ص ۲۳۷ ج ۸)

(۱۳) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے اہل و عیال پر ان کی پرورش کرنے کے سلسلہ میں خرچ کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ایک شخص کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ایک تو وہ دینار جو تونے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور دوسرا وہ جو تونے غلام آزاد کرنے پر خرچ کیا اور تیسرا وہ جو تونے کسی مسکین پر خرچ کیا اور چوتھا وہ جو تونے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا۔ یہ سب ہی موجب اجر ہیں۔ لیکن فضیلت کے لحاظ سے ان میں وہ دینار جو تونے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا ہے۔ زیادہ درجہ رکھتا ہے۔ کنز العمال ص ۲۳۸ ج ۸

نکاح نہ کرنیوالوں کیلئے وعیدیں

(۱۴) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس مال ہو اور پھر بھی وہ (بلا وجہ) نکاح نہ کرے۔ تو ایسا شخص مجھ میں سے نہیں ہے۔

(۱۵) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں وہ لوگ جو شادی شدہ نہیں ہیں شریر (برے) ہیں اور تمہارے لوگوں میں وہ مُردے جو شادی شدہ نہیں ہیں رذیل ہیں جبکہ وہ بے دین ہوں۔ واللہ اعلم۔ کنز العمال ص ۲۳۸ ج ۸

(۱۶) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ نکاح کرنا میری سُنت ہے لہذا جو شخص میری سُنت پر عمل نہیں کرے گا وہ مجھ میں نہیں ہوگا۔ کنز العمال ص ۲۳۷ ج ۸

(۱۷) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی ایسے شخص پر (جو باوجود نفس پر قابو نہ پانے کے اور نکاح کرنے پر قدرت رکھنے کے) نکاح سے بچتا رہے) لعنت ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد کسی انسان کو بھی (ویسا) نکاح سے رُکنے والا نہیں بنایا ہے۔ کنز العمال ص ۲۳۹ ج ۸

(۱۸) ایک دفعہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر تمہیں ایسے لوگ میسر آ جائیں کہ جنکے اخلاق اور جن کا دین تمہیں پسند ہو۔ تو پھر تم لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی کر ہی دیا کرو۔ ورنہ اگر آپؐ لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر زمین میں فتنہ اور فساد وسیع پیمانہ پر برپا ہو جائے گا۔ کنز العمال ص ۲۴۸ ج ۸

(۱۹) اسی طرح آپؐ نے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے یہاں کوئی بچہ بچی پیدا ہو تو اس کو چاہیئے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو ادب سکھائے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے ورنہ اگر بالغ ہونے پر اس کا نکاح نہ کیا۔ اور اس سے گناہ (زنا وغیرہ) سرزد ہو گیا۔ تو پھر اس کا گناہ (لڑکا لڑکی کو تو ہوگا ہی۔ اس کے باپ پر بھی ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

(۲۰) اسی طرح آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ سال کی ہو جائے اور وہ اس کی شادی نہ کرے اور اس سے گناہ (زنا وغیرہ) سرزد ہو جائے تو اس کا گناہ (اس لڑکی پر ہونے کے ساتھ) اس کے باپ پر ہوگا (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

نوٹ:۔ چونکہ آج کل مسلمانوں کی حالت حد درجہ بگڑی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ آج کل بعض بعض باپوں کی بھی بیٹی کے ساتھ اس گناہ میں مبتلا ہونے کی مثال مل رہی ہے تو پھر اس کے بعد اور رشتہ داروں پر اعتماد کرنا یقیناً احتیاط کے خلاف ہے۔ شریف اور غیرتمند لوگوں کے نزدیک یہ گناہ ایسا بدترین گناہ ہے کہ زناکار تو زناکار اس کے لواحقین بھی لوگوں کی نظروں میں گر جاتے ہیں۔ باقی اگر کسی بے غیرت انسان کا پردہ دنیا میں فاش نہ ہوا تو خدا تعالےٰ کے یہاں تو سزا سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اور چونکہ اسکی سزا بھی سخت قسم کی ہے۔ مثلاً آپؐ نے ایک مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے خود اپنے خواب میں دیکھا کہ ایک تنور کی قسم کے گڑھے میں آگ دھک رہی ہے اور اس میں کچھ ننگے عورت مرد جل رہے ہیں اور ان کی یہ حالت ہے کہ جب آگ جوش مارتی ہے تو وہ لوگ تنور کے مُنہ تک آ جاتے ہیں۔ اور جب جوش کم ہوتا ہے تو اندر چلے جاتے ہیں۔ آپؐ نے یہ حالت دیکھ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ زناکار لوگ ہیں (مشکوٰۃ ص ۳۹۵)

اور مثلاً آپؐ نے اس گناہ کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک عبادت گزار بندہ نے اللہ تعالےٰ کی عبادت ساٹھ سال تک کی بعد میں اس سے زنا سرزد ہو گیا۔ اس کے بعد وہ مرنے پر اللہ تعالےٰ کے یہاں حساب کے لئے پیش ہوا اور اسکی ساٹھ سال کی عبادت کو زنا کے ساتھ تولا گیا تو اس زنا کا وزن اس ساٹھ سالہ عبادت سے بڑھ گیا (الترغیب والترہیب ص ۱۶ ج ۱)

یا مثلاً آپؐ نے بیان فرمایا ہے کہ زناکار عورتوں کی شرمگاہوں سے قیامت کے روز جہنم میں ایک نہر جاری ہوگی۔ جس کا نام نہرغوطہ ہوگا اور ان کی شرمگاہوں سے اتنی بدبو آ رہی ہوگی کہ دوسرے جہنمی لوگ بھی اس کی وجہ سے تکلیف اُٹھا رہے ہوں گے۔ اور شراب خوروں کو اس نہر سے پینے کو دیا جائے گا۔ (الترغیب و الترہیب ص ۳۲ ج ۲)

غرضیکہ اس گناہ کی بڑی بڑی سزائیں ہیں۔ اس سے بچنے کے لئے خود کو بھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی پوری کوشش سے کام لینا چاہیئے اور حدیث ۱۹ اور ۲۰ سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ اگرچہ انسان نے خود کو تو اس گناہ سے چاہے محفوظ رکھا ہو۔ لیکن اگر اس کی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے اس کے بچہ بچی سے یہ گناہ سرزد ہو گیا تو بھی وہ اس گناہ کی سزا کا سزاوار ہوگا۔

اب اس کے بعد کچھ احادیث اسی سلسلے کی مختلف قسم کے پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والی بیان کی جاتی ہیں۔ ضرورتمند حضرات حسب موقع فائدہ حاصل کریں۔

(۱) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح تو کرلے۔ لیکن اس کا مہر ادا کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ ایسا شخص جس دن بھی مرے گا۔ زنا کار مرے گا۔ اور جو شخص کسی شخص سے کوئی سودا تو خرید لے۔ لیکن اس کی قیمت ادا کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ شخص جس دن بھی مرے گا۔ چور ہی مرے گا۔ کنز العمال ص ۲۴۹ ج ۸

(۲) ایک دفعہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ عورت کو عورت کا نکاح کرنا ٹھیک نہیں اور نہ خود عورت کو اپنا نکاح کرنا درست ہے۔ کیونکہ جو عورت (خلاف شرع) اپنا نکاح خود کر لیتی ہے۔ وہ زناکار ہوا کرتی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

(۳) ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے انسان پر خدا تعالیٰ کی پھٹکار ہوتی ہے۔ (کنوز الحقائق ص ۲۷۹)

نوٹ:۔ حلالہ اس نکاح کو کہتے ہیں۔ کہ جس نکاح سے عورت کا رکھنا مقصود نہ ہو۔ بلکہ محض اس لئے کہ جس خاوند نے اس عورت کو پہلے طلاق دی تھی۔ اس کے لئے حلال بنانے کی خاطر اس عورت سے نکاح کرکے طلاق

دینے کی غرض سے نکاح کیا جائے اس کو حلالہ کہتے ہیں۔ ایسا کرنا شریعت کے نزدیک ناجائز ہے۔ جبکہ شرط لگا کر کیا جائے۔

اسی طرح آج کل یہ وبا بھی پھیلتی جا رہی ہے کہ مطلقہ عورت کی عدت پوری نہیں ہونے پاتی۔ اس سے نکاح کر لیا جاتا ہے۔ حالانکہ شریعت کے نزدیک عدت میں نکاح کرنا تو سخت جرم ہے ہی۔ شریعت تو عدۃ کے دنوں میں نکاح کی پکی پکا نا بھی حرام قرار دیتی ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کا سخت افسوس ہے کہ بعض لوگ باوجود اس مسئلہ سے واقف ہونے کے بھی ایسے نکاحوں میں شریک ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ تمام لوگ خدا تعالےٰ کے یہاں سخت مجرم ہیں اور پرلے درجے کے فاسق اور بے دین ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ شریعت کی حد کو توڑ کر اپنی نئی حدیں بنانا چاہتے ہیں۔

(۴) ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان بھائی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کیا کرے۔ یہاں تک کہ وہ یا تو نکاح کرلے یا خود اپنی مرضی سے منگنی ہی ترک کر دے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

نوٹ۔ ہم میں بہت سے لوگ اس حدیث کے بھی خلاف کرتے ہیں (خدا جانے یہ کس قسم کے مسلمان ہیں)

(۵) ایک مرتبہ آپؐ نے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ دیکھنا آپ اپنی لڑکی کا نکاح ایسے موقع پر مت کرنا۔ جبکہ وہ اس کو ناپسند کرتی ہو۔ (کنز العمال ص ۲۴۵ ج ۸)

(۶) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ کسی عورت سے اس لئے شادی نہ کیا کرو۔ کہ وہ حسین ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ اس کا حسن کہیں اس کو تباہ کر دے اور اسی طرح کسی عورت سے اس لئے شادی نہ کیا کرو کہ وہ بڑی مالدار ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ اس کا وہ مال اس کو سرکش بنا دے اور تم لوگوں کو چاہیئے کہ دیندار عورتوں سے شادی کیا کرو۔ کیونکہ ایک سیاہ رنگ کی کان چھدی دیندار عورت بے دین حسین عورت سے بہتر ہوا کرتی ہے۔ کنز العمال ص ۲۴۴ ج ۸

(۷) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ محبت کرنے والی اور زیادہ پیدائش اولاد کی صلاحیت رکھنے والی عورت سے شادی کیا کرو۔ کیونکہ قیامت کے روز میں تمہاری زیادتی کے باعث دوسری امتوں پر فخر کروں گا (کنز العمال ص ۲۴۴ ج ۸)

(۸) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس گھر میں بچے نہیں۔ اس میں برکت نہیں۔ کنز العمال ص ۲۴۳ ج ۸

(۹) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ شادی کے لیئے مناسب جگہ اختیار کیا کرو اس لئے کہ عورتیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کے مشابہ بچے جنتی ہیں (کنز العمال ص ۲۴۲ ج ۸)

(۱۰) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ نیک قبیلہ میں نکاح کیا کرو۔ اس لئے کہ باپ کی عادتیں بیٹوں میں پہنچتی ہیں۔ (کنز العمال ص ۲۴۲ ج ۸)

(۱۱) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگوں کو اگر ہم پلہ مرد مل جایا کریں تو تم اپنے لڑکیوں کی شادی کر دیا کرو۔ نوجوانوں کے انتظار میں انکی شادیوں کو مت روکا کرو (کنز العمال ص ۲۴۷ ج ۸)

(۱۲) ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ باری تعالےٰ قیامت کے روز ایسے شخص کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیگا کہ جو اپنی بیوی سے پیچھے کی راہ میں ہمبستری کرتا ہے۔ (کنز العمال ص ۲۵۵ ج ۸)

(۱۳) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے ہمبستری کی یا کسی کاہن (غیبی بات بتانے والے) کے پاس باتیں دریافت کرنے کے لئے گیا۔ اس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کئے ہوئے احکام کے ساتھ کفر کیا (یعنی ناقدری کی) ترمذی ص ۳۹ ج ۱

(۱۴) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی سے ایام ماہواری میں ہمبستری کرے اور مقدر سے حمل ٹھہر جائے اور پھر بعد میں اس پیدا ہونے والے بچے کو کوڑھ کا مرض لگ جائے تو اس کو بجائے اور کسی کو ملامت کرنے کے خود اپنے نفس کو ملامت کرنا چاہیئے۔ کنز العمال ص ۲۵۶ ج ۸

(۱۵) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمبستری کرتے وقت بہت باتیں نہ کیا کرو کیونکہ اس سے بچہ کو گنگ پنے (نہ بولنے) کا مرض لگ جایا کرتا ہے۔ کنز العمال ص ۲۵۴ ج ۸

(۱۶) اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر بیت الخلا میں جانے کی حاجت ہو تو اس حالت میں ہمبستری نہ کیا کرو کیونکہ اس سے بواسیر کا مرض لگ جایا کرتا ہے۔ اور اسی طرح اگر پیشاب کی حاجت ہو۔ تب بھی ہمبستری نہ کیا کرو کیونکہ اس سے ناصور پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ کنز العمال ص ۲۵۶ ج ۸

(۱۷) اسی طرح آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمبستری کرتے وقت شرمگاہ کو نہ دیکھا کرو کیونکہ اس سے اندھاپن پیدا ہوتا ہے۔ کنز العمال ص ۲۵۵ ج ۸

(۱۸) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جو انسان اس دعا کو پڑھ کر ہمبستری کرے اور مقدر سے حمل قرار پا جائے تو اس بچہ کو شیطان کبھی کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اور وہ دُعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (کنز العمال ص ۲۵۵ ج ۸)

(۱۹) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد لوگوں کیلئے جو فتنہ سب سے زیادہ ضرر دینے والا ثابت ہوگا۔ وہ مردوں کیلئے عورتوں کا فتنہ ہے۔ یعنی مردوں کو ان کے بارے میں بڑی ہوشیاری سے کام لینا چاہیئے۔ ورنہ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے (کنز العمال ص ۲۴۰ ج ۸)

(۲۰) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگ جب عورتوں کے مطیع ہو جائیں گے تو تباہ ہو جائیں گے۔ (کنز العمال ص ۲۴۰ ج ۸)

روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۶ر مارچ ۱۹۵۵ء

حضرت شیخ الاسلام رح کی تقریر

نیک عمل اور خدا سے ڈرتے رہنے کی تلقین (رانچی ڈاک سے) شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند صوبہ بہار کے چھ اضلاع کا دورہ کرتے ہوئے، ۸ر مارچ ۱۹۵۵ء کو تقریباً ۴ بجے شام سولنس رانچی پہنچے

مولانا حسین احمد صاحب مدنی رح نے فرمایا۔

کہ عمل کرنے سے ہی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ شکر شکر کہنے یا لکھنے سے منہ میٹھا نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ منہ میں شکر ڈالنے ہی سے مٹھاس حاصل ہوتی ہے۔ مفید باتوں پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرکے ہی ہم دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا

کہ دنیا کی زندگی امتحان کی زندگی ہے۔

یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔

جس طرح سکول و کالج کے ایک طالب علم کی ساری دوڑ دھوپ محنت و جانفشانی امتحان میں کامیاب ہو کر امتحان گاہ سے نکل جانے کیلئے ہوتی ہے۔ ٹھیک یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے یہی۔ اس دنیا سے تعلق ہمارا نظریہ ہونا چاہیئے۔ اس نظریہ کا حدیث شریف میں مختلف مقامات پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ ایک مقام پر اس طرح کہا گیا کہ

"جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو غفلت کرتا ہے ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے"

اللہ کا ذکر کرنے والے کو زندہ کہا گیا اور غافل لوگوں کو مردہ کہا گیا۔

اس دنیا میں ایک زندہ انسان کی خواہ وہ ضعیف سے ضعیف تر بیمار سے بیمار تر کیوں نہ ہو جتنی قدر و منزلت کی جاتی ہے۔ وہ مرنے کے بعد نہیں کی جاتی۔

آپ نے کہا کہ اللہ کا ذکر ہر وقت اور ہر حال میں کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے نہ وضو کی ضرورت ہے نہ نجاست و گندگی مانع آسکتی ہے نہ کپڑے کی قید ہے نہ غسل کی حاجت ہے نہ سمت کا تعین ہے اور نہ کوئی چیز حائل ہے۔ جس حالت میں بھی ہو اللہ کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔

اور قرآن میں آیا ہے کہ

"اللہ تعالےٰ کا ذکر کھڑے کھڑے۔ بیٹھے بیٹھے کروٹیں لیتے ہوئے ہر وقت کرو۔" ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا کہ کوئی چیز اللہ کے عذاب سے اس قدر بچانے والی نہیں ہے۔ جس قدر اللہ تعالےٰ کا ذکر عذاب سے بچانے والا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ کیا جہاد کرنے سے بھی زیادہ۔ نبی صلعم نے کہا۔ اگرچہ تم جہاد کرو اور اس کے اندر خون سے نہالو۔ اس سے بھی زیادہ تر اللہ کا ذکر ہے۔ یہ نہایت عظیم مرتبہ رکھتا ہے اور مقبول ہے۔

آخر میں حضرت شیخ رح نے کہا کہ

دنیا کی اس زندگی کو غنیمت جانو۔

سانس کے آنے جانے تک جو نیک عمل کروگے وہی کام آئیگا۔ زندگی کے ختم ہونیکے بعد کوئی چیز کام نہ آئیگی۔ لہذا اگر پچھتانا نہیں چاہتے اور بارگاہ خداوندی میں سرخروئی چاہتے ہو تو اس زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے اس کو ذکر اللہ میں صرف کرو۔ تاکہ نزع کے وقت بھی تمہاری زبان سے اور تمہارے ہر عضو سے اللہ کا نام نکلے۔ اللہ کا نام لیتے ہوئے اس دنیا سے جاؤ تاکہ حشر میں بھی جب قبر سے نکلو اللہ ہی کا نام زبان پر ہو۔

آخر میں شیخ الاسلام رح نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ سارے چھوٹا ناگپور سے ہزاروں کی تعداد میں مرد عورتیں شیخ کی خدمت میں نذر عقیدت پیش کرنے کو حاضر ہوئے اور اپنے دامنوں میں پند و نصائح اور عملی مسلمان بننے کا عزم لے کر اُٹھے۔ بہت سارے لوگ دور دور سے پیدل چل کر اور سائیکلوں پر آئے تھے۔

حضرت شیخ کی شخصیت

(از مولانا افضال الحق صاحب قاسمی اعظمی مہتمم مدرسہ گونڈہ)

صاحبزادہ محترم مولانا اسعد صاحب راوی ہیں کہ آسام میں ایک عالم نے حضرت سے سوال کیا۔ ائمہ حدیث نے پوری عمر صرف کرکے ایک ایک کتاب لکھی ہے اور ہم لوگ ایک ہی سال میں تمام آئمہ کی کتابیں پڑھ ڈالتے ہیں۔ اس لئے ہمارا علم ان سے بڑھ گیا۔

اس پر حضرت شیخ رح نے یہ نہیں فرمایا کہ علم مطالعہ کا نام نہیں ہے۔ رسوخ کا نام ہے۔ اور نہ یہ کہہ کر خموش کر دیا کہ علم عمل اور اتقیا دکو کہتے ہیں۔ یا وہ کیفیت ہے جو کثرت معلومات سے کسی صاحب ذوق میں پیدا ہو جائے۔ بلکہ ان سب سے بلند اور عجیب جواب دیا۔

"علم اس نور کا نام ہے جو اللہ تعالےٰ دل میں پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر اس طرح کے کاموں میں لگا رہے"

علم دین اگر اس نور کا نام ہے جو کسی کو اللہ تعالےٰ عطا کر دیتے ہیں۔ تو حضرت شیخ کی زندگی میں اسلام کی جتنی جلوہ سامانیاں ہیں۔ اسی نور کا پرتو ہیں اور اس ملک میں یا اس سے باہر آپ تلاش کریں تو ایسے بہت سے لوگ نظر آویں گے جن کی ذکاوت حد درجہ ہے۔ یا مطالعہ کی وسعت بہت ہے۔ یا یادداشت کا خزانہ بڑا ہے۔ یا ادراک کا ملکہ اچھا ہے۔ یا فکر کی گہرائی بے مثل ہے۔

مگر ایسی شخصیت جس کے دل میں ایک نور ہو۔ جس سے اس کی زندگی کے ہر ہر مقام پر اسلام کی روشنی میسر آئے کہ وہ اگر سیاسیات میں آئے تو دین کے سوا اس کا کوئی داعیہ نہ ہو اور اتباع رسول ع اس کی منشا ہو۔ تبلیغ و ارشاد کو اٹھے تو صرف خدا سے زندہ تعلق پیدا کرنا اس کا مقصود ہو۔ اور اسلام کی زندگی میں سمو دینا اس کا دستور ہو اور اخلاق و عادات میں نمایاں ہو۔ تو مصلحت، ضرورت اور تکلفات کا ہر پستی سے بلند ہو کر خدا رسول ع اور آخرت پر ایمان کے صحیح تقاضے پر پورا اُترنا ہی اس کے سامنے ہو۔ حتیٰ کہ انسانیت کی اس معراج کے لئے کبھی اس نے اپنی قیمت نہ سمجھی ہو۔ ایسی شخصیت اگر نظر آئی۔

تو شیخ الاسلام حضرت مدنی رح کی صورت و سیرت میں تھی۔ اعلی اللہ درجاتھم۔

جو لوگ حضرت شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز کے شاگرد نہیں ہیں اور ان کو حضرت کی علمی مجالس میں حاضری کی سعادت بھی کم نصیب ہوئی ہے۔ کہ حضرت شیخ ایک ایسے گہرے سمندر کی طرح تھے۔ جس کی تہ میں ہزارہا انمول موتی بکھرے پڑے ہوں۔ مگر اس کی سطح قطعاً ہموار اور پُرسکون ہو۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ یہ مقام بلند علم و عمل کے کس درجہ تک پہنچنے سے نصیب ہوتا ہے

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب ٹھٹھہ



عزم الامور

(قسط دوم)

(۳) برائی کا بدلہ

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ع الشوریٰ (آیت ۴۳ - پ ۲۵ ع ۴)

ترجمہ ۔ اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا ۔ بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے ۔

اگر مظلوم ظلم کئے جانے کے بعد ظالم سے بدلہ لے تو لے سکتا ہے ۔ مگر برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے حد سے نہ بڑھے ۔ مگر اس سے بلند ہمت یہ کام ہے کہ اس رخصت سے کام نہ لے ۔ بلکہ عزیمت سے کام لے ۔ غصہ کو پی جائے ۔ جو زیادتی اس کے ساتھ برتی گئی ہے ۔ اس کو سہہ لے ۔ اور اسے معاف کر دے ۔ یاد رکھیں ۔ یہ کام کوئی معمولی کام نہیں ہے ۔ اس کے لئے بڑی ہمت درکار ہے ۔ بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہوئے درگزر کرنا بڑی ہمت کا کام ہے ۔

حضرت ابن کثیرؒ نے کیا ہی موزوں بات فرمائی ہے ۔ " معاف کرد و یہ دروازہ بہت وسعت والا ہے ۔ اور بدلے کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے ۔ یاد رکھیں معاف کر دینے والا امن کے ساتھ میٹھی نیند سو جاتا ہے ۔ اور بدلہ لینے کے درپئے رہنے والا دن رات بدلہ لینے کی فکر میں لگا رہتا ہے ۔ اور اس کا کوئی نہ کوئی طریقہ سوچتا رہتا ہے "

حدیث ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ کہ (حضرت) موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار تیرے بندوں میں کون تیرے نزدیک زیادہ عزیز ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص جو (انتقام کی) قدرت رکھتے پر لوگوں کو معاف کر دے ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی باب غصہ اور تکبر کا بیان)

حضرت ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے فرمان ۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (حٰم السجدہ ۔ آیت ۳۴) برائی کا دفعیہ اس بات سے کیجئے جو اچھی ہو کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ غصہ کے وقت صبر کرنا اس سے مراد ہے ۔ پھر جب غصہ اور برائی کے وقت لوگ صبر کرتے ہیں اور معاف کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو مخلوقات اور نفس کی آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے ۔ اور دشمنوں کو ان کے لئے پست و خوار کر دیتا ہے ۔ گویا کہ وہ قریبی دوست ہے ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)

حدیث ۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسلمان جو لوگوں میں ملا رہے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرے اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں میں مل کر نہ رہے اور نہ ان کی اذیتوں پر صبر کرے ۔

(مشکوٰۃ)

" حضرت عبداللہ بن عمرؓ تلخ سے تلخ باتیں سن کر پی جاتے تھے ۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کو پیہم گالیاں دینی شروع کیں ۔ آپ نے صرف اس قدر جواب دیا کہ میں اور میرے بھائی عالی نسب ہیں پھر خاموش ہو گئے ۔" (سیر الصحابہؓ)

۴ صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ع الاحقاف آیت ۳۵ پ ۲۶ ع ۴

ترجمہ ۔ پھر صبر کر جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے صبر کیا ہے ۔ اور ان کے لئے جلدی نہ کر گویا کہ وہ جس دن (عذاب) دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (تو انہیں ایسا معلوم ہوگا) کہ ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے ۔ آپ کا کام پہنچا دینا تھا سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک نہ ہوگا ۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کو تسلی دے رہا ہے ۔ کہ اگر آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا ہے ۔ اور آپ کی قدر نہیں کی ہے ۔ اور آپ کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے ہیں ۔ تو یہ کوئی نئی بات تھوڑی ہی ہے ۔ اگلے اولوالعزم پیغمبروں کو یاد کرو کہ کیسی کیسی ایذائیں ، مصیبتیں اور تکلیفیں سہیں ۔ اور کن کن زبردست مخالفوں کی مخالفت کو صبر سے برداشت کیا ۔ اولوالعزم رسولؐ حضرت نوح علیہ السلام ، حضرت ابراہیم علیہ السلام ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اولوالعزم رسولوں سے مراد سب پیغمبر ہوں ۔

حدیث ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں ۔ ایک بار حضورؐ نے کچھ مال غنیمت حسب معمول تقسیم فرمایا ۔ اس پر ایک انصاری کہنے لگا خدا کی قسم اس تقسیم سے خوشنودیٔ خدا مقصود نہیں ہے ۔ میں نے کہا یہ بات حضورؐ سے جا کر ضرور کہوں گا ۔ چنانچہ میں خدمت مبارک میں پہنچا ۔ حضورؐ اس وقت صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ۔ میں نے چپکے سے واقعہ عرض کر دیا ۔ حضورؐ کو خبر ناگوار گزری ۔ چہرہ بدل گیا اور غضبناک ہو گئے ۔ میں نے خیال کیا اگر میں عرض نہ کرتا تو بہتر تھا ۔ پھر فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی ۔ لیکن انہوں نے صبر کیا (بخاری کتاب الادب)

حدیث ۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر کوئی گزرا ہے ۔ فرمایا میں نے تیری قوم سے وہ کچھ دیکھا ہے ۔ جو اُحد سے بھی زیادہ سخت ہے ۔ اور سب سے زیادہ سخت دن جو مجھ پر گزرا ہے ۔ اور جس میں میں نے تیری قوم سے ایسی تکالیف اٹھائی ہیں ۔ جو تمام عمر کبھی برداشت نہیں کیں ۔ وہ عقبہ کا دن اور عقبہ کے مصائب ہیں ۔ (عقبہ ایک مقام ہے جہاں ایام حج میں کنکریاں مارتے ہیں ۔ اس کو جمرہ بھی کہتے ہیں) میں نے اپنے آپ کو (یعنی اپنی دعوت اسلام کو) ابن عبدیالیل بن کلال کے سامنے پیش کیا تھا اور جو چیز میں نے اس کے سامنے پیش کی تھی ۔ اس کا اس نے جواب نہ دیا ۔ میں وہاں سے غمگین اور رنجیدہ چلا یعنی جدھر میرا منہ اٹھا چل دیا ۔ مقام قرن ثعالب میں پہنچ کر مجھ کو ہوش ہوا (یعنی سراسیمگی کی حالت دور ہوئی) میں نے سر اٹھایا تو مجھ کو ابر کا ایک ٹکڑا نظر آیا جو مجھ پر سایہ کئے ہوئے تھا ۔ پھر میں نے اس پر جبرائیلؑ کو دیکھا جبرائیلؑ نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا خداوند بزرگ و برتر نے آپؐ کی بات کا اس نے جو جواب دیا تھا ۔ اس کو بھی سنا (یعنی آپؐ کو آپؐ کی قوم کا برا کہنا اور جھٹلانا سب خدا کو معلوم ہے) اب خدا نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے ۔ تاکہ آپؐ اس کو جو حکم دیں وہ بجا لائے حضورؐ نے فرمایا کہ اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھ کو مخاطب کر کے سلام کیا اور پھر کہا ۔ اے محمدؐ خدا نے آپؐ کی قوم کی بات کو سنا ۔ اور مجھ پہاڑوں کے فرشتہ کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہے ۔ تاکہ میں آپ کا حکم بجا لاؤں ۔ اگر آپؐ فرمائیں تو اخشبین کے دونوں پہاڑوں کو (یہ پہاڑ مکہ کے قریب واقع ہیں) میں ان کفار پر الٹ دوں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میں ان کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا) بلکہ مجھ کو امید ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا کر دے جو یکتا و تنہا خدا کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں ۔ (مشکوٰۃ)

حدیث ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ احد کی لڑائی کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے چار دانتوں میں سے ایک دانت توڑ دیا گیا ۔ اور سر مبارک زخمی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

تجلیات مجدد الف ثانیؒ

مکتوبات کے آئینے میں

مکتوب (۴۷) مرزا بدیع الزمان کے نام نصائح

مکتوب گرامی وارد ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس خط سے محبت فقراء مفہوم ہوئی جو کہ دراصل سرمایۂ سعادت ہے ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ (یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کا ہم نشین محروم و بدنصیب نہیں رہتا ہے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے ذریعہ فتح کی دعاء اللہ تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ بہت سے پراگندہ بال ایسے ہیں جو دروازوں سے تو دھکے دے کر نکال دیئے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ کے نزدیک اتنے عزیز ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دے۔"

سعادت آثار اتم نے ایک فقرہ اپنے خط میں میرے متعلق یہ لکھا تھا "خدیو لشکاہین" (مالک دو جہان) یاد رکھو۔ یہ وہ صفت ہے۔ جو حضرت واجب الوجود کے ساتھ مخصوص ہے اسکی شان بہت بڑی ہے۔ عبد مملوک کسی چیز پر بھی قادر نہیں ـــ اس کی کیا مجال کہ کسی طریقے سے اپنے مالک کے ساتھ مشارکت ڈھونڈے اور راہ خداوندی پر دوڑے۔ علی الخصوص عالم آخرت میں کہ وہاں مالکیت وملکیت کیا باعتبار حقیقت اور کیا باعتبار مجاز حضرت مالک یوم الدین (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ مخصوص ہے حضرت حق جل مجدہٗ بروز قیامت ندا دینگے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (آج کس کی بادشاہت ہے؟) اور خود ہی جواب میں فرمائیں گے۔ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (یعنی آج اللہ واحد قہار کی بادشاہت وحکومت ہے بندوں کو اس دن سوائے ہول و دہشت اور سوائے حسرت ندامت کچھ متحقق و متصور نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس دن کی شدت اور غائت اضطراب خلائق کی خبر ان الفاظ میں دے رہا ہے۔ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ۔ (بیشک قیامت کا زلزلہ بڑا بھاری زلزلہ ہوگا جس دن دودھ پلانے والی دودھ پلانا بھول جائیگی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تو لوگوں کو دیکھے گا۔ کہ وہ مست ہیں۔ حالانکہ وہ مست نہونگے۔ لیکن اللہ کا عذاب ہی شدید ہے۔ سورہ الحج۔ ع ۱ پ ۱۷

دراں روز کز فعل پرسند و قول
اولوالعزم را دل بلرزد ز ہول
بجائے کہ دہشت برند انبیا
تو عذر گنہ را چہ داری بیا

بقیہ دو نصیحتیں یہ ہیں:۔

(۱) صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع نہایت ضروری ہے اس لئے کہ نجات اس کے بغیر محال ہے

(۲) زیبائش ہائے دنیا کی طرف التفات نہو اور اس کے وجود وعدم کا اعتبار بھی نہ کیا جائے۔ اس لئے کہ دنیا اللہ کے نزدیک مبغوض ہے۔ اللہ کے یہاں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ پس یہی مناسب ہے کہ اس کا عدم اس کے وجود سے بہتر ہو۔ دنیا کی بے وفائی اور زوال پذیری کا قصہ مشہور ہے۔ بلکہ آنکھوں دیکھا ہے۔ پس ان دنیاداروں سے عبرت حاصل کرو جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی توفیق دے ـــ آمین

بقیہ عزم الامور صفحہ ۱۳ سے آگے

کر دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خون کو پونچھتے جاتے تھے۔ وہ قوم کیونکر فلاح حاصل کر سکتی ہے۔ جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کیا۔ اور اس کا دانت توڑ ڈالا (مشکوٰۃ)

ان صبر کی بلند ترین مثالوں سے ہمیں بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور معمولی اور ذرا سی بات پر حواس باختہ ہو کر دوسروں کے آزار کے درپے نہ ہو جانا چاہیئے۔

جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی منٹگمری

بحمد اللہ جامعہ رشیدیہ منٹگمری اپنے دس سالہ دور جدید میں جو ترقی کر رہا ہے۔ وہ اہل علم اور بصیرت حضرات پر مخفی نہیں۔ بفضلہ تعالیٰ جامعہ اپنے ترقیاتی منصوبوں اور پُر خلوص عزائم کے ساتھ تعلیمی رفتار کو بڑھاتے جا رہا ہے۔ اللھم زد فزد۔

مرکزیہ جامعہ کی سات شاخیں علیحدہ کام کر رہی ہیں۔ جن میں سینکڑوں طلبہ و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مرکزی جامعہ میں بیس (۲۰) اساتذہ پانچ کارکنان اور چھ سات سو کے درمیان طلبہ تعلیمی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔

جامعہ میں اضلاع مغربی پاکستان و بنگال کے علاوہ برما تک کے غیر ملکی طلبہ تعلیمی پیاس بجھانے آتے ہیں۔

دارالامارت جامعہ میں عموماً ڈیڑھ سو غریب الوطن طلبہ مقیم ہوتے ہیں۔ جن کے قیام، طعام، لباس، کتب، معالجہ، روشنی، بجلی پانی وغیرہ کے جملہ معاشی ضروریات ادارہ ادا کرتا ہے۔

اڑھائی تین ہزار کے درمیان ماہوار مصارف اور پچاس من کے قریب گندم ہر ماہ مطبخ کا خرچ ہے۔ بنا بریں کوائف ملتمس ہوں کہ فصل غلہ اور عیدین۔ نیز شادی کی تقریبات رمضان شریف جرمہائے قربانی فطرانہ اور زکوٰۃ وعشر اجناس سے طلبہ کی اعانت فرمائی جاوے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

مخیر آڑھتی حضرات۔ کاروباری تاجر احباب زمیندار و کسان رفقاء اور جماعتی رضا کاروں سے استدعا ہے کہ وہ خصوصی توجہ فرماویں کہ غلہ کی کمیابی نے پریشان صورت حال پیدا کر دی ہے۔ یہ دینی و ملی اجتماعی فریضہ ہم سب پر متفقہ طور پر عائد ہوتا ہے۔ کہ ایسے اسلامی مراکز دینی مدارس اور جماعتی اداروں کی بہت ضرورت ہے۔

نیز جامعہ کا سالانہ جلسہ ۸۔ ۹۔ ۱۰ اپریل کو ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام خیر ختام

خادم ملت (مولانا) فاضل حبیب اللہ (صاحب) جالندھری
ناظم اعلیٰ وخطیب جامعہ رشیدیہ جسٹرڈ منٹگمری

از جناب الحاج عبدالرحمن صاحب لدھیانوی شیخوپورہ



قوموں کے عروج وزوال کا قانون

(۱) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ ۝ پ ۱۳ ع ۸۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔ اور جب اللہ کسی قوم کی بُرائی چاہتا ہے۔ پھر اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور اس کے سوا اس کا کوئی مددگار نہیں ہوسکتا

مطلب۔ اللہ تعالےٰ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے جو ہمیشہ اس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے کسی قوم کو محروم نہیں کرتا۔ جبتک وہ اپنی روش اللہ کے ساتھ نہ بدلے۔ جب بدلتی ہے تو آفت آتی ہے۔ پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔ نہ کسی کی مدد اس وقت کام دیتی ہے۔

بالفاظ دیگر قوم کی۔ اچھی بُری حالت متعین کرنے میں اکثریت اور غلبہ کا لحاظ ہوتا ہے۔

(مولانا عثمانیؒ)

واقعی اللہ تعالیٰ کسی کو ابتداءً عذاب نہیں دیتا۔ چنانچہ اس کی عادت ہے کہ وہ کسی قوم کی اچھی حالت میں تغیر نہیں کرتا۔ جب تک وہ لوگ خود اپنی صلاحیت کی حالت کو نہیں بدل دیتے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جب وہ اپنی صلاحیت میں خلل ڈالنے لگتے ہیں تو پھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی ان پر مصیبت وعقوبت تجویز کی جاتی ہے اور جب اللہ تعالےٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ وہ واقع ہو ہی جاتی ہے (بیان القرآن)

بروئے تفسیر حقانی

بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بگاڑتا جبکہ وہ خود اپنی حالت آپ بگاڑ نہ لیں۔ اور جب اللہ کسی قوم کی بُرائی چاہتا ہے تو پھر اس کو کوئی روک بھی نہیں سکتا اور نہ ان کے لئے سوائے اس کے کوئی مددگار ہو سکتا ہے۔

مطلب۔ ہم کسی قوم پر اس وقت ہلاکت بھیجتے ہیں۔ کہ جب وہ خود سامان ہلاکت پیدا کرتے ہیں یعنی گناہ اور بدی کر کے اور جب ہم عذاب بھیجتے ہیں تو پھر اسکو کوئی کسی صورت میں ٹال نہیں سکتا۔ اور نہ کوئی معتوب قوم کا حامی ومددگار ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں کی ذلت کا باعث

برادران اسلام۔ افسوس صد افسوس مسلمانوں کی ذلت کا باعث اپنے اصول صحیحہ کی گم کردگی ہے۔ وہ قوم جو مردہ قوموں میں زندگی کی رُوح پھونکنے کے لئے دنیا میں آئی تھی۔ وہ قوم جو خفتہ قسمت والوں کی قسمت بیدار کرنے کے لئے پیدا ہوئی تھی۔ جو قوم جاہل قوموں کے سینوں کو نور الٰہی سے بھرنے کیلئے آئی تھی آج نیم بسمل ہو کر دم توڑ رہی ہے۔ اپنے اسلاف کی پیدا کی ہوئی بیداری کو خواب غفلت کے پردہ میں چھپا رہی ہے۔ جس کے اسلاف کے سینے نور الٰہی سے بھرپور تھے۔ آج جہالت کا شکار ہو رہی ہے۔

آج بھی مسلمان اگر سورہ عصر کے اصول اربعہ پر عامل ہو جائیں تو بامداد الٰہی ساری دنیا کی قوموں سے میدانِ عزت ورفعت میں گوئے سبقت لے جا سکتے ہیں۔ اور ان کو مالک الملک کی بارگاہ سے سردار اقوام عالم کا ممتاز لقب بآسانی مل سکتا ہے۔ یہی وہ راز تھا۔ جس نے ابتدائے اسلام میں مٹھی بھر مسلمانوں کو بڑی بڑی زبردست سلطنتوں پر فاتح بنا دیا تھا۔

تمثیل

ہماری مثال اُس مریض کی سی ہے جو حکیم حاذق کے پاس جاتا ہے۔ نسخہ لکھواتا ہے۔ مگر نہ ادویات خرید کرتا ہے نہ دوا بناتا ہے نہ استعمال کرتا ہے نہ پرہیز رکھتا ہے۔ ایسے مریض کی شفا عادۃ اللہ میں ناممکن نظر آتی ہے۔ ہم قرآن کریم تو پڑھتے ہیں۔ لیکن اقدام عمل سے جی چُراتے ہیں۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

مسلمانوں کا فرض ہے کہ سورہ عصر کے اصول اربعہ (۱) ایمان (۲) عمل صالحہ (۳) تواصی بالحق (۴) تواصی بالصبر) کی پابندی کریں۔ پھر دیکھیں کہ نصرت الٰہی کس قدر اُن کا استقبال کرتی ہے اور بظاہر ناممکن نتائج ممکن ہو کر کیونکر موسلادھار بارش کی طرح اُن پر برستے ہیں۔

طریق عمل

(۱) ایمان علوم صحیحہ کا حامل ہونا۔

ایمان سے مُراد فقط تصدیق قلبی نہیں بلکہ تصدیق کے ساتھ ایک برقی طاقت بھی اس تصدیق کے اثر کے ساتھ پیدا ہو جائے۔ ایک ایسا سٹیم پیدا ہو جائے جو اعضاء کو مجبور کر کے ارادہ الٰہی کے ماتحت چلا دے۔ جیسے تسلیم کا اثر کہنا چاہیئے۔

فقط نجات آخرت کی باتوں ہی پر تصدیق نہ ہو۔ بلکہ تمدن ومعاشرت، اقتصادیات وسیاسیات کے متعلق بھی جو ہدایات ہوں اُن پر بھی اسی درجہ کی تصدیق ہو۔

(۲) عمل صالحہ۔ علوم صحیحہ پر عامل ہونا۔

عمل صالحہ سے فقط نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ تہجد۔ اشراق۔ صلوٰۃ الاوابین ہی نہیں ہے بلکہ تمام ہدایات قرآنی کو عملی جامہ پہنانا مُراد ہے۔ تاکہ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ کے اصول پر ساری خدائی طاقتیں اس قوم کی حمایت کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ ہم نے قوانین الٰہیہ میں فرق کر رکھا ہے۔ قوانین آخرت تو کم وبیش مان بھی لیتے ہیں لیکن قوانین متعلقہ دنیا سے عموماً اعراض ہے جس کا لازمی نتیجہ ہمارے حق میں بارگاہ الٰہی سے ذلت کا نزول ہوگا۔ مثلاً نماز پڑھتے ہیں مگر گلہ کرنے چغلی کھانے۔ جھوٹ بولنے سے کوئی پرہیز نہیں کرتے۔ روزہ رکھتے ہیں مگر جھوٹی شہادت دینے۔ جھوٹے گواہ بنانے بناوٹی مقدمات چلانے سے کوئی احتراز نہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ مگر بیٹیوں کو جائداد سے محروم کرنے، بہنوں کو حصہ نہ دینے یتیموں اور بیواؤں کے حق غصب کرنے سے کوئی پرہیز نہیں کرتے۔

(۳) تواصی بالحق

حلقۂ اثر کو ہر ممکن ذریعہ سے وسیع کرنا

فرض تو ہمارا یہ تھا کہ قرآن کریم کے ہر لفظ۔ ہر آیت۔ ہر رکوع۔ ہر سورۃ کے ہم خود عامل ہوتے اور پھر دوسروں کو ان چیزوں کی تبلیغ کرتے تاکہ قرآن دنیا کے ہر چپۂ زمین پر زندہ ودرخشندہ نظر آتا۔ ظلمتِ کفر وضلالت اس کے نور سے صفحہ ہستی سے پردۂ عدم میں روپوش ہو جاتی۔ آج مسلمانوں نے فرض تبلیغ ترک کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم

مفقود ہو رہی ہے۔ اخلاق۔ تہذیب۔ تمدن اور معاشرت اسلامی سے اکثر مسلمان متنفر ہو رہے ہیں

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

(۴) تواصی بالصبر

تکمیلِ مقصد میں ہر قربانی کیلئے آمادہ رہنا

اگر پہلے تین اصول مسلمانوں میں آ جائیں تو پھر تواصی بالصبر میں یہ قوم کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ بلکہ دنیا بھر کی قوموں سے زیادہ عادی مصیبت میں کودنے والے۔ لڑنے مرنے کیلئے ہر وقت تیار مسلمان زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کمی فقط اس چیز کی ہے کہ جذبات انتقامی ان کے صحیح مصرف پر صرف نہیں ہوتے۔ اگر آج ان جذبات کا مصرف صحیح ہو جائے تو مسلمانوں سے زیادہ دُنیا میں کوئی قوم بہادر نہیں ہے۔

مُسلمان اگر دُنیا کی سرفرازی چاہتے ہیں تو دوسری اقوام سے بڑھ کر پیکرِ عمل بن جائیں تو خدا تعالےٰ اُن کو آگے بڑھا دے گا۔

تا نسوزی در تنورے ہچوں خلیل
کے بیابی نصرتِ ربِّ جلیل

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ پ ۲۲ ع ۶۔ (ترجمہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔ تاکہ وہ تمہارے اعمال کو درست کرے۔ اور تمہارے گناہ معاف کر دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا۔ سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

اسلام کے دشمنوں کو شکست دینے کا پہلا اصول

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابی کا راز اشاعتِ قرآن ہی میں مضمر تھا۔ اس مقدس کتاب کی علمی اور عملی نشر و اشاعت ہی ان کی مقدس زندگیوں کا نصب العین تھا۔ جب وہ قانون الٰہی (کتاب اللہ) کی حفاظت و صیانت کیلئے سفر و اقامت اختیار کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے بھی زمین و آسمان کے خزانے ان کی حمایت کے لئے وقف کر دیئے تھے۔ جہاں جاتے تھے نصرت الٰہی ان کا ساتھ دیتی تھی۔ فتح کا سہرا ان کے سر باندھا جاتا تھا۔ کامیابی انکی قدمبوسی کرتی تھی۔

دوسرا اصول

ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر بدنی۔ مالی اور وطنی قربانی کے لئے ہر وقت آمادہ و تیار رہے۔

مسلمانانِ عالم جب مذکورہ دو اصولوں پر دل و جان سے عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جائینگے تو پھر امداد الٰہی اُنکی پشت پناہ ہوگی۔ نتیجہ یہ نکلیگا کہ جو اس خدا پرست جماعت کے مقابلہ میں آئے گا۔ ذلت و نامرادی اور بربادی کا مُنہ دیکھے گا۔

مسئلہ خوراک کا حل

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ پ ۶ ع ۱۳۔ (ترجمہ) اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس کو جو اُن پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے تو اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ کچھ لوگ ان میں سیدھی راہ پر ہیں اور اکثر ان میں سے بُرے کام کر رہے ہیں۔

مطلب۔ باوجود ایسے شدید جرائم اور سخت شرارتوں کے اگر اب بھی اہل کتاب اپنے رویہ سے تائب ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے۔ تو توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ کمال فضل و رحمت سے ان کو اُخروی اور دنیوی نعمتوں سے سرفراز فرما دیتا۔ اس کی رحمت بڑے سے بڑے مجرم کو بھی جب وہ شرمسار اور معترف ہو مایوس نہیں کرتی۔

اگر یہ آسمانی کتابوں پر عمل کرتے تو ان پر برکتوں کے دروازے کھل جاتے اور اپنے اوپر اور نیچے سے کھاتے۔ یعنی ہر طرف اور ہر طرح سے ان پر رزق میں وسعت اور کشائش ہو جاتی۔ اوپر سے کھانا آسمانی بارش سے آمدنی یا درختوں کے پھل مُراد ہیں اور نیچے سے کھانے سے یا زمین کی پیداوار نباتات یا زمین کی اور آمدنی مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

(مولانا عثمانیؒ)

یہی حال ہم مسلمانوں کا ہے کہ ہم اگر قرآن کے احکام پر عمل کریں تو ہمیں بھی رزق کی فراخی نصیب ہو سکتی ہے۔ احکام قرآن کو پس پشت ڈالنے کا ہی نتیجہ ہے کہ رزق کی ہر جگہ تنگی محسوس ہو رہی ہے۔

خوف خدا کا نتیجہ

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ پ ۲۸ ع ۱۷

ترجمہ۔ اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہ اُس کا گزارہ کر دے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دے۔ جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ رکھے تو وہ اس کو کافی ہے۔

مطلب۔ ان زرین نصیحتوں سے فائدہ وہی شخص اُٹھا سکتا ہے۔ جس کو خدا اور یوم آخرت پر پورا یقین ہو۔ کیونکہ یہی یقین انسان کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا کرتا ہے اور اسی ڈر سے آدمی کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس طرح ایک کمزور عورت بخت و اتفاق سے ہمارے قبضے میں آ گئی ہے۔ ہم سب بھی کسی قہار ہستی کے قبضہ و اقتدار میں ہیں۔ یہی ایک خیال ہے جو آدمی کو ہر حالت میں ظلم اور تعدی سے روک سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ابھارتا ہے۔ اسی لئے سورۂ طلاق میں خاص طور پر پرہیزگاری اور خدا کے خوف پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اللہ کا ڈر دونوں جہان کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور بے قیاس و گمان روزی ملتی ہے۔ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جنت ہاتھ آتی ہے۔ اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی۔ اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو پکڑ لیں تو ان کو کافی ہو جائے۔

شامتِ اعمال کا نتیجہ

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓي اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ پ ۷ ع ۱۴۔

ترجمہ۔ کہدو۔ وہ اس پر قادر ہے۔ کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف فرقے کر کے ٹکرا دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے۔

مطلب۔ خدا کے مہلت دینے اور درگذر کرنے کو دیکھ کر مامون اور بے فکر نہیں ہونا چاہیئے۔ جس طرح وہ شدائد و مصائب سے نجات دے سکتا ہے۔ اُسے یہ بھی قدرت ہے کہ کسی قسم کا عذاب تم پر مسلط کر دے۔ اس میں عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائیں۔ (۱) جو اوپر سے آئے جیسے پتھر یا طوفان ہوا۔ اور بارش (۲) جو پاؤں کے نیچے سے آئے

جیسے زلزلہ یا سیلاب وغیرہ یہ دونوں خارجی اور بیرونی عذاب ہیں جو اگلی اُمتوں پر مسلّط کئے گئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے اس امت کو اس قسم کے عام عذاب سے محفوظ کر دیا گیا ہے ۔ یعنی اس قسم کا عام عذاب جو گذشتہ اقوام کی طرح اس اُمت کا استیصال کر دے نازل نہ ہوگا۔ جزئی اور خصوصی واقعات اگر پیش آئیں تو اسکی نفی نہیں۔ ہاں تیسری قسم عذاب کی جسے اندرونی اور داخلی عذاب کہنا چاہیئے اس اُمت کے حق میں باقی رہی ہے ۔ اور وہ پارٹی بندی باہمی جنگ و جدال اور آپس کی خونریزی کا عذاب ہے ۔ موضح القرآن میں ہے کہ قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا ۔ یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی اُمتوں پر آیا آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑا دے اور اُن کو قتل یا قید یا ذلیل کرے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ اس امت پر یہی ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا

پ ۴ ع ۲ ۔ (ترجمہ) اے ایمان والو ۔ اللہ سے ڈرتے رہو ۔ جیسا اُس سے ڈرنا چاہیئے اور نہ مرو ۔ مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو ۔ اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ۔ جبکہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں اُلفت ڈالدی ۔ اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے ۔ پھر تمہیں اس سے نجات دی ۔

مطلب :۔ ہر مسلمان کے دل میں خدا کا پورا ڈر ہونا چاہیئے کہ اپنے مقدور بھر پرہیزگاری اور تقوےٰ کی راہ سے نہ ہٹے اور اس سے ہمیشہ استقامت کا طالب رہے ۔ شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستہ سے ڈگمگا دیں ۔ تمہیں چاہیئے کہ اُنہیں مایوس کر دو ۔ اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو تمہارا جینا اور مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہیئے ۔ سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو جو خدا کی مضبوط رسی ہے ۔ یہ رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی۔ ہاں چھوٹ سکتی ہے ۔ اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہوگے ۔ کوئی شیطان شرانگیزی میں کامیاب نہ ہو سکیگا ۔ اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابل اختلال ہو جائےگی قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مُردہ قوم حیات تازہ حاصل کرتی ہے لیکن تمسک بالقرآن کا یہ مطلب نہیں ۔ کہ قرآن کو اپنی آراء و اہوا کا تختۂ مشق بنا لیا جائے ۔ بلکہ قرآن کریم کا مطلب وہی معتبر ہوگا جو احادیث صحیحہ اور سلف صالحین کی متفقہ تصریحات کے خلاف نہ ہو ۔ صدیوں کی عداوتیں اور کینے نکال کر خدا نے نبی کریم کی برکت سے تم کو بھائی بھائی بنا دیا جس سے تمہارا دین و دنیا دونوں درست ہوئے اور ایسی ساکھ قائم ہوگئی جسے دیکھ کر تمہارے دشمن مرعوب ہوتے ہیں ۔ یہ برادرانہ اتحاد خدا کی اتنی بڑی نعمت ہے جو روئے زمین کا خزانہ خرچ کرکے بھی میسر نہ آسکتی تھی۔ تم کفر و عصیان کی بدولت دوزخ کے بالکل کنارے پر کھڑے تھے ۔ کہ موت آئی اور اس میں گرے ۔ خدا نے تمہارا ہاتھ پکڑ کر اس سے بچایا ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ایمان و ایقان کی روشنی سینوں میں ڈالی ۔ اگر حق تعالےٰ کے ان عظیم الشان دینی و دنیوی احسانات کو یاد رکھوگے تو کبھی گمراہی کی طرف واپس نہ جاؤ گے ۔

یہ باتیں اس قدر کھول کھول کر سُنانے سے مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ ٹھیک راستے پر چلتے رہو ۔ ایسی مہلک خطرناک غلطی کا پھر اعادہ نہ کرو اور کسی شیطان کے اغوا سے استقامت کی راہ نہ چھوڑو

وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۔ پ ۴ ع ۱ ۔ (مولانا عثمانی) ۔ (ترجمہ) جو کوئی اللہ کو مضبوط پکڑے تو اس کو سیدھے راستے کی ہدایت ہوئی

حدیث ۔ حضرت ابن ارقمؓ کہتے ہیں ایک بار رسول پاکؐ نے مکہ و مدینہ کے درمیان خُم نامی پانی پر کھڑے ہو کر ایک تقریر فرمائی خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا اور وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا لوگو ! میں بھی محض ایک انسان ہوں ۔ قریب ہے کہ میرے رب کا پیامبر میرے پاس آئیگا اور میں اُس کے بلاوے کو قبول کر لونگا ۔ میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑتا ہوں ۔ ایک تو کتاب اللہ جس کے اندر نور و ہدایت ہے ۔ تم اس پر عمل کرو ۔ اور اسی سے عقائد و اعمال کا استنباط کرو ۔ راوی کا بیان ہے کہ حضورؐ والا نے کتاب اللہ پر عمل پیرا ہونے کی خوب ترغیب دی ۔ پھر فرمایا ۔ دُوسرے میرے اہل بیت ہیں میں تم کو اپنے اہل بیت کے حقوق کی نگہداشت اور اُنکی پاسداری کی نصیحت کرتا ہوں ۔ ایک روایت میں ہے کہ پہلی چیز کتاب اللہ ہے جو خدا تعالیٰ کی رسّی ہے جو شخص اس کے پیچھے لگا رہے گا ۔ وہ ہدایت پروردگار پر ہوگا ۔ اور جو اُس کو چھوڑ دے گا ۔ وہ گمراہی پر ہوگا ۔ (مشکوٰۃ مناقب اہل بیت اطہار)

اخوت اسلامی

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ پ ۲۶ سورۃ الحجرات (ترجمہ) بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔

احادیث نبویؐ (۱) حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ۔ مومنوں کو تم آپس میں رحم اور دوستی اور محبت کرنے والا ایسا دیکھو گے جس طرح بدن کا کوئی عضو دُکھتا ہو تو تمام جسم اسکی وجہ سے بے خوابی اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور تپ میں پڑا رہتا ہے ۔

(۲) حضرت نعمان بن بشیرؓ کا بیان ہے رسول اکرمؐ نے فرمایا ۔ تمام مومن مثل ایک جسم کے ہیں ۔ اگر ایک کی آنکھ دُکھے ۔ تو ان سب کا تمام جسم دُکھتا ہے اور اگر اس کا سر دُکھے تو اُن کا تمام جسم دکھتا ہے ۔

(۳) حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ ایک مومن دُوسرے کے واسطے ایک مکان کی طرح ہے کہ اس کا بعض حصہ بعض کو مضبوط کئے ہوتا ہے ۔ پھر حضورؐ انور نے اپنے ہاتھوں میں پنجہ ڈال کر دکھلا دیا

(۴) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں ۔ رسول خداؐ نے فرمایا ایک مسلمان دُوسرے مسلمان کا بھائی ہے ۔ اس پر نہ ظلم کرے اور نہ اس کو تباہی میں گرائے ۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشاں ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت روائی میں ہوگا ۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی تکلیف دُور کرے گا ۔ اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف اس سے دور کرے گا اور جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا ۔ اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی قیامت کے دن فرمائیگا ۔ (مشکوٰۃ مخلوق پر رحم کرنیکا بیان)

الْمُسْلِمُ لِلْمُسْلِمِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ۔ ترجمہ ۔ ایک مسلمان کا دُوسرے مسلمان سے ایسا تعلق ہے ۔ جیسے دیواروں کی اینٹیں ہوں کہ ایک اینٹ دوسرے کو سہارا دیتی ہے ۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جسم کی مثال ہیں۔ جس کا حال یہ ہے کہ اگر پاؤں کے ایک انگوٹھے میں کانٹا چبھ جائے تو سارا جسم اُس کی تکلیف محسوس کرے گا۔ راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام ہو جائے گا۔

یہ اسی تعلیم پر عمل کرنے کا اثر تھا کہ وہی مسلمان جن پر شروع میں ہر قسم کا ظلم و ستم کیا جاتا تھا جو نہایت کمزور اور بے بس تھے جو تعداد میں تھوڑے تھے۔ جن کے پاس مال و دولت بھی موجود نہ تھا۔ اتفاق و اتحاد کی بدولت دُنیا کے سرتاج بن گئے۔ ان کا ایک ایک آدمی دشمن کے دس دس آدمیوں پر بھاری ہو گیا۔ بلکہ سو سو پر غالب آنے لگا۔ ساری دُنیا اُن کے دبدبے سے کانپتی تھی۔ وُہ جدھر رخ کرتے تھے۔ بڑی بڑی فوجیں میدان چھوڑ کر بھاگ نکلتی تھیں۔ چند سال پہلے ان کا کوئی گھر نہ تھا۔ مگر اب ساری دُنیا میں اُنکی سلطنت قائم ہو گئی۔ چند سال پہلے ان کے دشمنوں نے ان کو وطن سے نکال دیا تھا۔ مگر اب خدا کی زمین کا ہر گوشہ ان کا وطن تھا۔ شام، ایران، عراق اور مصر سب پر اُن کی حکومت تھی۔ چند ہی سال کے عرصے میں یہ گنتی کے مسلمان ساری دُنیا پر چھا گئے۔ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ دنیا حیران ہے کہ مسلمانوں نے ایسی ترقی کس طرح کر لی۔ لیکن قرآن کریم کا جواب یہ ہے کہ ان میں دو وصف موجود تھے۔ ایک یہ کہ اُن کے دل میں اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ تھا۔ اور دُوسرے یہ کہ اُن میں پورا اتفاق تھا۔ اور جو شخص بھی ان کا امیر مقرر کر دیا جاتا تھا۔ وہ اس کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان خوبیوں کی جماعت جہاں رُخ کرے گی۔ فتح و نصرت اس کے قدم چومے گی۔ کوئی اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکیگا۔ اور دُنیا میں ہر طرف اُسی کا غلغلہ بلند ہوگا۔

مسلمانوں کی پسماندگی کے اہم وجوہ اسباب

(۱) جہالت (۲) کم علمی (۳) اخلاق کا زوال (۴) علماء اور سلاطین کا زوال (۵) بزدلی اور ڈرپوکی (۶) تعصب و تنگدلی اور الحاد (۷) تقلید آباء اور قدامت پسندی (۸) اسلامی تہذیب کا زوال۔

قرآنی شہادتیں

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ پ۲۷ ع۷

ترجمہ۔ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا۔ یعنی آدمی جو کچھ کوشش کر کے کماتا ہے وہی اس کا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی دُوسرے کی نیکیاں لے اُڑے۔ باقی کوئی خود اپنی خوشی سے اپنے بعض حقوق دُوسرے کو ادا کر دے۔ اور اللہ اس کو منظور کر لے۔ وُہ الگ بات ہے۔ ہر ایک کی سعی و کوشش اُس کے سامنے رکھ دی جائے گی اور اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ تمام علوم و افکار اور سلسلہ وجود کی انتہا اللہ تعالےٰ ہی پر ہوتی ہے اور سب کو آخر کار اُسی کے پاس پہنچنا ہے وہیں سے ہر ایک کو نیکی بدی کا پھل ملے گا۔ اس جہان میں تمام متضاد و متقابل احوال اُسی نے پیدا کئے ہیں۔ خیر و شر کا خالق وہی ہے۔ خوشی یا غمی کی کیفیات بھیجنا۔ ہنسانا۔ رولانا۔ مارنا۔ جلانا اور کسی کو نر اور کسی کو مادہ بنانا اُسی کا کام ہے۔

خزانے اور مال و دولت دے کر وہی بڑھاتا ہے۔ اور وہی بڑی بڑی دولت مند اور طاقتور قوموں کو تباہ و برباد کرتا ہے۔

(۲) هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى پ۲۷۔ ع۷۔

(ترجمہ) اس نے دولت دی اور خزانہ۔

حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام پر صحیفے نازل ہوئے تھے۔ اور اُن میں مندرجہ ذیل بارہ امور درج تھے۔

(۱) یہ کہ ایک شخص دوسرے شخص کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔ (۲) ہر انسان کو اپنی کمائی کا پھل ملتا ہے (۳) انسان کی کوشش ناگاں نہیں جائے گی۔ (۴) اس کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا (۵) خدا کے پاس ہر ایک کو جانا ہے۔ (۶) مارنا اور زندہ کرنا اُسی کے ہاتھ میں ہے (۷) قطرہ منی سے نر اور مادہ وہی بناتا ہے (۸) وہی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ (۹) وہی فراغت اور تنگدستی دیتا ہے (۱۰) نہ ستاروں کی تاثیر ہے۔ نہ کوئی اور تدبیر (۱۱) یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ دنیا میں بُرے اعمال کا ثمرہ نہیں ملتا۔ قوم نوح۔ قوم عاد اور قوم ثمود کو اُسی نے غارت کیا تھا۔ کسی کو باقی نہیں چھوڑا۔ کیونکہ وہ ظالم اور سرکش تھے۔ (۱۲) خوشی اور غمی خدا ہی کی طرف سے ہے۔

فتح کا راز

اگر اصولِ مذہب سے قطع نظر کر لی جائے تو بھی عقلائے دنیا کے ہاں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ وحدت میں قوت اور انتشار میں ضعف لازمی ہے۔ مثلاً کچے سوت کی تاریں علیحدہ علیحدہ ہوں تو دو برس کا بچہ ایک ایک کو لے کر ٹکڑے کر سکتا ہے۔ لیکن انہیں ہی میں وحدت پیدا ہو جائے تو ایک طاقتور جوان بھی کپڑے کے ایک گز کو کھینچ کر دو ٹکڑے نہیں کر سکتا۔ یا مثلاً اینٹیں بکھری ہوئی ہیں تو اُن میں کوئی طاقت نہیں۔ اگر آپس میں مل کر کھڑی ہو جائیں تو مضبوط قلعہ بن جاتا ہے۔ بعینہٖ اسلام اپنے متبعین کو ایک رشتۂ وحدت میں پرو دیتا ہے اور وہ رشتہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان چینی ہوں یا رُوسی پاکستانی ہوں یا ہندوستانی۔ امریکی ہوں۔ یا افریقی۔ ترکی ہوں یا عربی۔ ان سب کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ مذہب ایک ہے۔ دستور العمل ایک ہے اور مرکز ایک ہے

حاصل یہ ہے کہ اسلام نے رنگ و روپ نسل و قوم اور وطن و ملت کے تمام امتیازات مٹا دیئے ہیں۔ کالے۔ گورے۔ یہودی نصرانی اور مجوسی سب کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ پ۲۶۔ ع۱۴ (ترجمہ) اللہ تعالےٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ یہی وہ راز تھا جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کو دنیا کا سرتاج بنایا اور دشمنان اسلام کو گرویدہ اسلام کر دکھایا۔

حاصل کلام۔ پس اگر مسلمان ترقی کرنا چاہتے ہوں تو انہیں جان و مال کے ساتھ پوری طرح جہاد کرنا چاہیئے۔ اس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ علم حقیقی محض یہ ہے کہ نفس اور دولت کے ساتھ جہاد کیا جائے۔ اگر مسلمان ہمت سے کام لیں۔ اور احکام قرآن کی پیروی کریں تو بیشک وہ بھی علم اور ترقی کے لحاظ سے فرنگیوں، امریکنوں اور جاپانیوں کے برابر ہو سکتے ہیں۔ ہم میں کمی صرف اتنی ہے کہ ہم کام کچھ نہیں کرتے اور مایوسی و ناامیدی میں ڈوبے رہتے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ناامیدی کو اپنے دلوں سے محو کر دیں اور اس یقین کے ساتھ کوشش کرتے رہیں کہ ہم اپنے کام اپنی کوشش اپنی ہمت اور اپنی کتاب کے احکام پر عمل کرنیکے ذریعہ سے ضرور اپنے مقصد تک پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (ترجمہ) جنہوں نے ہمارے لئے جہاد کیا۔

باقی صفحہ ۲۰ پر

جستجو

از محترم اکرم شادؔ صاحب احمد پور شرقیہ

بنامِ صداقت میں کیا ڈھونڈتا ہوں
زمانے میں حق کی صدا ڈھونڈتا ہوں

ہے دینِ محمد کی کشتی بھنور میں
اسی کے لئے ناخدا ڈھونڈتا ہوں

بحکمِ شریعت قیادت کرے جو
میں ایسا کوئی رہنما ڈھونڈتا ہوں

جو طارق نے مانگی تھی اندلس میں جاکر
میں ویسی ہی کوئی دُعا ڈھونڈتا ہوں

عمرؓ کی عدالت، علیؓ کی شجاعت
اور عثمانؓ کی سی حیا ڈھونڈتا ہوں

جنہوں نے دیں قربانیاں حق کی خاطر
کچھ ان کیلئے بھی صلہ ڈھونڈتا ہوں

مٹا دے جو دل سے جہاں کی محبّت
کچھ ایسی جہاں میں وفا ڈھونڈتا ہوں

بنامِ محمدؐ جو یہ جان مانگے !
کوئی شادؔ ایسا گدا ڈھونڈتا ہوں

(بشکریہ مخزن العلوم والفیوض خانپور)

ذکرِ حبیبؐ

جناب شیر افضل صاحب جعفری جھنگ

قامت پہ فدا ذی شانِ ملک
قدموں پہ جھکے فرزندِ فلک[1]

تلووں کو چومے فرشِ زمیں
نظروں کی بلندی عرش تلک

معراج کے نشے آنکھوں میں
ماتھے پہ ازل کی مست جھلک

رفتار پہ قرباں دورِ زماں
گفتار سے کوثر جائے چھلک

انداز جبیں، اِک نورِ مبیں
قرآن کی آیت نوک پلک

چاہے تو ازل کے چہرے سے
گردوں کا آنچل جائے ڈھلک

سیرت پہ وہ نزہت کا رعنا
قدرت کو بُھائے جس کی ڈلک

اس غیرتِ یوسفؑ کی افضل
رہ رہ کر اُٹھے جی میں سلک

★

[1] سورج۔

ایڈیٹر عبدالمنان چوھان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶/۱۶۳۲۱۔ مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۵۶ء
۲۔ پشاور " " " " T. B. C. ۲۷۳۰/۲۴۸۱۔ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء

بقیہ قوموں کے عروج وزوال کا قانون

صفحہ ۱۸ سے آگے۔

ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے اور اللہ اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

نوٹ:۔ قومی ترقی، وطنی ترقی اور قومیت کے جو الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو قوم یا وطن سے مُلک کی مٹی پانی درخت اور پتھر مُراد نہیں ہوتے۔ بلکہ ان سے مُراد ایک خون کے لوگ ہیں۔ بلکہ قوم اور وطن کا ہمیشہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ قوم جو ایک ہی مُلک میں رہتی ہو اور تاریخ رسم و رواج مذہبی عقائد اور اخلاق و عادات ایک ہی ہوں اور یہی وہ چیز ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے وہ لڑتے ہیں۔

بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز

ماہنامہ تذکرہ دیوبند

o ۵ر فروری ۱۹۶۰ء سے اپنی زندگی کے دوسرے سال میں قدم رکھ رہا ہے

o حضرت شیخ الاسلامؒ کے علوم ومعارف کے نایاب موتی اور دیگر مستند اہل قلم حضرات کے دینی علمی اور اصلاحی مضامین کا گلدستہ ماہ بماہ اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

o اگر آج بھی آپ حضرت شیخ الاسلامؒ کے فیوض سے مستفید ہونا چاہتے ہیں تو تذکرہ ضرور پڑھیے۔
سالانہ پاکستان کیلئے ۶/۸ یعنی چھ روپے آٹھ آنے
مغربی پاکستان میں:۔ مولانا خدابخش صاحب خطیب جامع مسجد بیرون دہلی دروازہ ملتان ۔ کو اور مشرقی پاکستان میں۔ مولانا مزمل علی صاحب مسلم ہوٹل سلہٹ کو رقم چندہ بھیج کر رسید منی آرڈر دفتر تذکرہ دیوبند یوپی انڈیا کو بھیج دیں۔
مینیجر حضرت مولانا انیس الحق صاحب

مُژدہ تراویح

خداوند قدوس کے فضل وکرم سے مدرسہ اشرفیہ سکھر سے اس سال گیارہ حافظ تیار ہیں اور پانچ سال کے معمولی عرصہ میں اب تک پچیس حافظ مدرسہ فارغ کر چکا ہے۔ اور ۹۶ بچوں نے ناظرہ قرآن پاک ختم کر لیا ہے۔

مدرسہ نے حسب معمول اس سال بھی حسبۃً للہ قرآن پاک سُنانے کا انتظام کیا ہے۔ مدرسہ کے تمام درجات میں اس وقت اٹھائیس ۲۸ حافظ قرآن پاک سننے اور سنانے کے لئے موجود ہیں ضلع سکھر اور قرب و جوار کے مسلمانوں سے درخواست ہے کہ مدرسہ کے حفاظ سے قرآن پاک سُنکر محافظین قرآن کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ کوئی حافظ کسی قسم کی خدمت کا متمنی نہیں ہوگا۔

المعلن
(مولانا) محمد احمد تھانوی مدرسہ اشرفیہ سکھر

دورۂ تفسیر

دار المبلغین بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر میں یکم رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ سے آخر رمضان شریف تک ایک مہینہ دورۂ تفسیر مخدوم العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری دامت برکاتہم کے طرز پر مولانا غلام قادر صاحب رضا مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ ملتان صرف دس پارے پڑھائیں گے اور مذہب اہل سنت پر جملہ اعتراضات کے جوابات حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری اور حضرت مولانا عبد الستار صاحب تونسوی نوٹ کرائیں گے۔ قیام وطعام کے علاوہ قرآن پاک مفت ملیگا کم از کم ترجمہ قرآن مجید پڑھے ہوئے حضرات کو ۲۰ر شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ تک ذیل کے پتہ پر اطلاع دینا ضروری ہے۔ نیز موسم کے مطابق بستر ہمراہ لاویں۔

پتہ:۔ ملک خدا بخش ناظم دار المبلغین بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر

پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر کا گیارہواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ ۱۱پریل ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۸-۱۹-۲۰ر شوال المکرم ۱۳۷۹ھ بمقام لانگے خاں باغ ملتان شہر میں ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں پاکستان بھر کے مشہور علمائے کرام وصوفیائے عظام شرکت فرمائیں گے۔ نیز شعبان ۱۳۷۹ھ کے فارغ التحصیل فضلائے کرام کی دستار بندی کی جائیگی۔ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر عرصہ پندرہ سال سے تدریسی وتبلیغی خدمات بخوبی انجام دے رہا ہے۔ پندرہ مدرسین حضرات اور دس ملازمین کا عملہ امور مفوضہ سرانجام دے رہا ہے شعبہ جات عربی وفارسی قرآن مجید حفظ وناظرہ (با تجوید) پانچ جماعت تک پرائمری تعلیم میں ہر سال چار سو کے قریب طلباء پاکستان و بیرون پاکستان کے داخل ہوکر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ غریب الوطن مسافر طلباء (۱۵۰) کو مدرسہ کے مطبخ سے روزانہ مفت کھانا دیا جاتا ہے مدرسہ کا سالانہ خرچ ساٹھ ہزار روپیہ سے زائد ہے۔ دار الحدیث برائے دورہ حدیث زیر تعمیر ہے۔ اس مبارک تعمیر کا خرچ پندرہ ہزار روپیہ کے لگ بھگ ہے اس لئے مستطیع اور مخیر حضرات کی خدمتمیں گزارش ہے کہ خیرات صدقات زکوٰۃ کی تقسیم کے وقت مدرسہ قاسم العلوم کیلئے اپنی اور اپنے متعلقہ احباب کی توجہ مبذول فرمائیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

مہتمم صاحب مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر۔

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا